

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿لَقْمَانُ﴾

کیا اہل عرب غیر مقلد ہیں؟

مؤلف

عظ

مفتی نسیم احمد الہاسی قاسمی

استاذ مدرسہ دار الفلاح

ناشر

مکتبہ الاشیاء
کوسمبڑاضلعٹھانہ
۹۳۲۲۴۱۰۳۶

کیا اہل عرب غیر مقلد ہیں؟

مؤلف

حضرت مولانا مفتی نسیم احمد صاحب اعظمی
استاذ شعبہ عربی و صدر مفتی دارالافتاء مدرسہ دار الفلاح کوسہ

باہتمام: ظفر احمد نعمانی

ناشر

مکتبہ تبیین الاسلام کوسہ معبر (ضلع نہانہ)

کتابت کے جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب: کیا اہل عرب غیر مقلد ہیں؟

انکادات: حضرت مولانا مفتی نسیم احمد صاحب اعظمی

باجرام: ظفر احمد نعمانی

تعداد اشاعت: ۱۱۰۰

ناشر: مکتبہ شیخ الاسلام کورس ممبر اشعلیٰ تھانہ

09322471046

{ ملنے کا پتہ }

امام اعظم انڈی (مبئی) 09689157805

مولانا عبدالسلام خان قاسمی بھنڈی بازار (مبئی) 09322603836

مکتبہ ابن کثیر مبئی: 022-23003800

مکتبہ صفدریہ دیوبند

08881030588 / 09808452070

دیوبند میں کتب خانہ نعیمیہ، رحیمیہ، عکاظہ، ادارہ مرکز ادب اور

دارالاشاعت میں بھی ہماری مطبوعات دستیاب ہیں۔

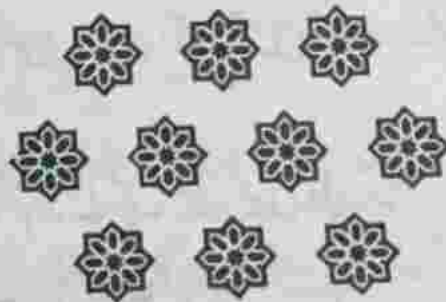
کیا اہل عرب غیر مقلد ہیں؟

۳

فہرست

| صفحہ | عناوین |
|------|---|
| ۸ | ہم بھی سلفی! اہل عرب بھی سلفی |
| ۹ | ایک اعتراف اور اس کا جواب |
| ۹ | اعتراف حقیقت |
| ۱۰ | ہم چاروں مسلک والے مقلد بھائی بھائی ہیں |
| ۱۱ | باطل کا شیوہ |
| ۱۲ | بارش سے بھاگے پر تالے کے نیچے کھڑے ہو گئے |
| ۱۳ | حاصل کلام |
| ۱۳ | سوال: (۱) غیر مقلد کس کو کہتے ہیں؟ |
| ۱۳ | سوال: (۲) تقلید کس کو کہتے ہیں؟ |
| ۱۳ | سوال: (۳) کیا تقلید فقہی قرآن و حدیث سے ثابت ہے؟ |
| ۱۳ | سوال: (۴) کیا سعودی حکام و عوام نیز ائمہ حرمین وغیرہ وغیرہ مقلد ہیں؟ |
| ۱۴ | سوال: (۵) کعبہ میں شاہ عبدالعزیز نے ابراہیمی مصلیٰ کے بجائے محمدی مصلیٰ کیوں نہیں رکھا؟ |
| ۲۳ | سوال: (۶) حرم سے تین مصلے ختم کر کے ایک مصلے کو کیوں باقی رکھا؟ |
| ۲۵ | سوال: (۷) کیا چاروں مسلک چار فرقہ ہیں؟ یا ایک فرقہ ہے؟ |
| ۲۸ | سوال: (۸) کیا غیر مقلدین محمد بن عبد الوہاب اور سعودی حکام کو برا بھلا کہتے ہیں؟ |
| ۳۳ | سوال: (۹) کیا واقعی غیر مقلد حضرات اپنے آپ کو غیر مقلد کہلا نا پسند نہیں کرتے؟ |
| ۳۶ | |

| صفحہ | عناوین |
|------|---|
| ۳۷ | سوال: (۱۰) کیا اتباع اور تقلید میں کچھ فرق ہے یا دونوں ایک ہیں؟ |
| ۳۹ | سوال: (۱۱) غیر مقلدین اپنے آپ کو پہلے وہابی کہلاتا بھی پسند نہیں کرتے تھے اب انہیں محمد بن عبدالوہاب کے متبعین پر مرتب کیا گیا؟ |
| ۴۰ | سوال: (۱۲) کیا واقعی غیر مقلدین انگریزوں کے وفادار اور ان کی منشاء کے مطابق کام کرتے تھے؟ |
| ۴۱ | سوال: (۱۳) کیا غیر مقلدین کے عقائد عرب سلفیوں کے خلاف ہیں؟ |
| ۴۱ | مکہ مدینہ والوں سے فرقہ غیر مقلدین کے شدید اختلافات |
| ۴۹ | سوال: (۱۴) کیا علامہ ابن تیمیہ اور ابن قیم غیر مقلد تھے یا مقلد؟ اور علمائے دیوبند کا ان کے بارے میں کیا خیال ہے؟ |
| ۵۱ | سوال: (۱۵) کیا واقعی ائمہ حرمین اور اہل عرب سلفی ہیں؟ یا غیر مقلد؟ |
| ۵۱ | سوال: (۱۶) کیا ہندو پاک کے غیر مقلدین بھی سلفی ہیں یا نہیں؟ |
| ۵۲ | سوال: (۱۷) غیر مقلدین اور عربوں کے سلفیت میں فرق ہے یا دونوں ایک ہے؟ |
| ۵۲ | سوال: (۱۸) کیا اہل عرب صحابہ تابعین اور ائمہ اربعہ کے عقائد کو مانتے ہیں؟ |



بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا اہل عرب غیر مقلد ہیں؟

اگر کوئی یہ دعویٰ کرے کہ اہل عرب یا ائمہ حرمین غیر مقلد ہیں تو یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسا کہ کسی نے کہا تھا کہ طلبہ بھی چور ہو گئے تو حضرت تھانویؒ نے ارشاد فرمایا کہ بھائی طلبہ چور نہیں ہوئے بلکہ اب چور طالب علم بن گئے اسی طرح کچھ غیر مقلدین خارجی اپنے آپ کو سلفی کہہ کر سعودی اور عربی بن گئے ہیں ورنہ ائمہ حرمین اور علی العموم عرب حضرات مقلد ہیں۔ جب سے اللہ تعالیٰ نے سعودی حکومت کو پیٹرول کی دولت سے مالا مال کیا ہے اس وقت سے اس سرسبز و شاداب چراگاہ میں چرنے کے لئے بڑی تعداد میں وہ لوگ پہنچ گئے جو اس حکومت اور اس کے محرک اول حضرت شیخ محمد بن عبد الوہابؒ کو برا بھلا کہتے نہیں جھکتے تھے، آج وہ اپنے آپ کو وہابی اور سلفی کہلانے میں فخر محسوس کرتے ہیں، جب کہ زمانہ گزشتہ میں اگر انہیں وہابی کہہ دیا جاتا تھا تو چڑھ جاتے تھے، تیوریاں چڑھاتے تھے، اور انگریز عدالت میں مقدمہ دائر کر کے یہ درخواست دیتے تھے کہ ہمیں وہابی کہہ کر گالی دی جاتی ہے لہذا یہ نام تبدیل کر دیا جائے۔

چنانچہ مولوی عبد المجید خادم سوہدری غیر مقلد رقم طراز ہیں کہ:

مولوی محمد حسین بنالوی نے اشاعت السنہ کے ذریعہ اہل حدیث کی بہت خدمت کی، لفظ وہابی، آپ ہی کی کوشش سے سرکاری دفاتر اور کاغذات سے منسوخ ہوا اور جماعت کو اہل حدیث کے نام سے موسوم کیا گیا آپ نے (انگریزی) حکومت کی خدمت بھی کی اور انعام میں جاگیر بھی پائی۔

(اہل حدیث اور انگریز ص ۸۷ بحوالہ سیرت ثنائی ص ۳۷۲)

یہاں ایک سوال ذہن میں ضرور آئے گا کہ آخر غیر مقلدین کو اپنے لئے اہل حدیث نام الاٹ کروانے کی ضرورت کیوں پیش آئی تھی جب کہ پھر آج کل وہ لوگ وہابی اور سلفی ہی کہلانا پسند کرتے ہیں

اس کا جواب آسان پیرائے میں یہی دیا جاسکتا ہے کہ چوں کہ انگریز دشمنوں اور سر فروشوں کو ایک سازش کے تحت وہابی کے نام سے موسوم کر دیا گیا تھا، جہاں کوئی انگریز کے خلاف بات کرتا اسے وہابی کہہ دیا جاتا اب اگر غیر مقلدین کو بھی وہابی کہا جاتا تو انگریز دشمنی کا الزام لگتا اور انگریز کی نمک خواری اور وفاداری میں فرق آتا اور بجائے نوازشات کے دار و گیر سے دو چار ہونا پڑتا اس بنا پر غیر مقلدین نے گورنمنٹ برٹش کے حضور درخواست دیکر اپنا نام بجائے وہابی کے اہل حدیث رکھوا لیا۔

یہیں سے غیر مقلدین کے اس مفالے کا پردہ بھی چاک ہو جاتا ہے جو وہ عام طور پر لوگوں کو دیا کرتے ہیں کہ ہمارا فرقہ نیا نہیں ہے بلکہ قدیم سے چلا آرہا ہے حدیث و تارتخ کی کتابوں میں اہل حدیث کے نام سے ہمارا تذکرہ موجود ہے، کچھ یوں کہتے ہیں کہ جب سے حدیث ہے تب سے اہل حدیث ہیں لیکن اگر غیر مقلدین کا فرقہ پہلے سے چلا آرہا تھا تو انگریز حکومت کو اپنا نام اہل حدیث رکھوانے کے لئے درخواست کیوں دینی پڑی؟ معلوم ہوا کہ یہ ان حضرات کا محض ایک مغالطہ اور دھوکہ ہے جیسا کہ ان کی عادت ہے، پس کتب حدیث و تارتخ میں جہاں کہیں لفظ اہل حدیث دیکھ لیا غلط طور پر سمجھ بیٹھے کہ یہ ہمارے ہی طبقہ کا ذکر ہے جب کہ اس سے مراد وہ مشتغلین بالحدیث ہوا کرتے ہیں جنہوں نے حدیث کو اپنا اوڑھنا، بچھونا بنالیا تھا اور دن رات اس کی خدمت میں لگے رہا کرتے تھے کہاں وہ اہل حدیث اور کہاں یہ حدیث کے نام پر ریال اینٹھنے والوں کی جماعت۔

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

ہمیں تفاوت رہ از کجا ست تا بہ کجا

اگر اس فرقہ نوا احداث کو قدامت کا دعویٰ ہے تو ذرا، ۱۸۹۱ء سے پہلے متحدہ ہندوستان میں اپنا کوئی مدرسہ یا مسجد یا ادارہ ثابت کر دیں، پھر میں اہل علم حضرات کو دعوتِ نظارہ دیتا ہوں کہ آئیں اور دیکھیں طبقات کے نام سے آپ کو بہت سی کتابیں ملیں گی، طبقاتِ احناف، طبقاتِ حنابلہ، طبقاتِ شوافع، طبقاتِ مالکی، کیا طبقاتِ غیر مقلدین کے نام سے بھی آپ کو کوئی کتاب ملتی ہے؟

آنکھ والے تیرے جو بن کا تماشا دیکھیں دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھیں

اس فرقہ کے نوا احداث ہونے کی صرف ایک دلیل گھر کی شہادت کے طور پر پیش کرنے پر اکتفاء کرتا ہوں جو ”تم ہی بتلاؤ کہ میں بتلاؤں کیا“ کا مصداق ہے۔

چنانچہ نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں کہ:

فقد نسبت في هذا الزمان ذات سمعة ورياء تدعى لانفسها علم الحديث والقرآن مع العمل بهما مع العلل في كل شأن. (الحطه في ذكر صحاح الستة ص ۱۵۲)
اس زمانے میں ایک شہرت پسند اور ریاکار فرقہ نے جنم لیا ہے جو ہر قسم کی خامیوں اور نقائص کے باوجود اپنے لئے قرآن و حدیث کے علم اور ان پر عامل ہونے کا دعویٰ دے رہا ہے نواب صاحب کی یہ کتاب پہلی مرتبہ ۱۲۸۲ھ ۱۸۶۵ء میں شائع ہوئی یہ زمانہ انگریز کے عروج کا زمانہ تھا۔

نواب صاحب کے اس حوالہ سے معلوم ہوا کہ یہ فرقہ نیا نیا وجود میں آیا ہے انگریزی دور سے پہلے اس کا کوئی وجود نہ تھا۔

آج یہ لوگ نام کے اشتراک سے فائدہ اٹھا کر اپنے ڈانڈے طبقہ محدثین سے ملاتے ہیں اسی طرح عقائد و مسائل کے تمام تر اختلاف کے باوجود عرب شیوخ کے اعمال سے ظاہری مطابقت اور موافقت پیدا کر کے جہاں ایک طرف خاص اغراض و مقاصد کو حاصل کرتے ہیں اور عربوں سے اپنے کو سلفی بتلاتے ہیں اور اس کو حصول زر کا ذریعہ بناتے ہیں (چونکہ یہ بات بہت کڑوی ہے جو آسانی سے ایک عام آدمی باور بھی نہیں کر سکتا، اور میں اس کو لکھنے کی جرأت بھی نہیں کر سکتا تھا اگر میرے پاس ماہنامہ مجلہ ”اہل حدیث دہلی“ کے غیر مقلد ایڈیٹر کا وہ تبصرہ نہ ہوتا جو انھوں نے اپنی جماعت کی کارروائی پر کیا ہے جس سے اصل حقیقت کھل کر سامنے آ جاتی ہے کہ:

ہماری جمعیت مسلک کی دعوت و تبلیغ کے لئے نہیں بلکہ روپیہ، اقتدار کی ہوس کو پورا کرنے کا ذریعہ بن گئی ہے، عوام کو بیوقوف بنایا جا رہا ہے اور مسلک و جماعت کے نام اور منصب کا بلیک میل کیا جا رہا ہے جس شخص کے پاس جمعیت کا عہدہ اور منصب ہو وہ پہلے اس کے ذریعہ عرب دنیا میں چمکتا ہے پھر اپنے کاروبار کو وسیع کرتا ہے کیونکہ اس کے ذریعہ ویزا اور عرب شیوخ تک رسائی بہر حال آسان ہو جاتی ہے۔) (مجلہ اہل حدیث ص ۲ مارچ ۱۹۹۰ء)

وہیں دوسری طرف عوام کو یہ باور کراتے ہیں کہ ہم بھی سلفی ہیں اور اہل عرب بھی سلفی ہیں اور دین اسلام عرب ہی سے شروع ہوا ہے لہذا ہم حق پر ہیں پس تم بھی غیر مقلد بن جاؤ اور مذہب و مسلک کی قید سے آزاد ہو جاؤ گویا ایک بہت ہی سنہرا اور شاندار جال ہے جس میں سیدھے سادھے کم پڑے لکھے

اہل سنت والجماعت حنفی عوام کو پھنسا یا اور شکار کیا جاتا ہے کہ چلتے پھرتے کوئی بھی آدمی مل گیا تو بڑی آسانی سے یہ بات کہی جاتی ہے کہ بھائی ہم تو وہی کرتے ہیں جو اہل عرب یا ائمہ حرم کرتے ہیں کیونکہ دین اسلام تو عرب ہی سے پھیلا ہے اور عرب کے تمام حضرات سلفی یعنی غیر مقلد ہیں وہ لوگ قرآن و حدیث پر عمل کرتے ہیں اور ظاہر ہے کہ قرآن و حدیث ہی کو ماننا چاہئے نہ کہ امام ابوحنیفہؒ اور شافعیؒ کو اب ایک عام آدمی کا ذہن فوراً اس طرف جاتا ہے کہ ہاں بھائی بات تو اس کی صحیح ہے سعودی کے لوگ اور ائمہ حرم جو کرتے ہیں ہمیں بھی وہی کرنا چاہئے کیونکہ دین اسلام تو عرب ہی سے پھیلا ہے اور محمد الرسول ﷺ عرب ہی کے تھے۔

ہم بھی سلفی اہل عرب بھی سلفی:

یہ ایک بہترین سنہرا آسان اور سہل نمونہ ہے جس کے ذریعہ عوام کا شکار کرنا بہت آسان ہے اور اس کے بالمقابل مقلدین احناف و شوافع وغیرہ کے پاس اپنے حق ہونے کے جو دلائل ہیں وہ انتہائی بھاری بھر کم ہیں جنہیں عوام کا ذہن جلدی قبول نہیں کر پاتا ہے اس لئے میں تمام مقلدین کو یہ مختصر فارمولا دینا چاہتا ہوں کہ جب بھی کوئی غیر مقلد یہ کہے کہ ہم وہی کرتے ہیں جو اہل عرب کرتے ہیں، یا ہم بھی سلفی ہیں اہل عرب بھی سلفی ہیں، یا ہم اہل حدیث ہیں اور اہل عرب بھی اہل حدیث ہیں، یا اس طرح کے کسی بھی عمل کے بارے میں کہے کہ یہ کام پورے سعودی میں ہوتا ہے یا حرمین میں ہوتا ہے یا اس طرح ائمہ حرمین کرتے ہیں تو تم ان سے پوچھو کہ تم تو غیر مقلد ہو، تو کیا اہل عرب بھی غیر مقلد ہیں یا ائمہ حرمین بھی غیر مقلد ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ جواب میں کہے کہ وہ تو سلفی ہیں تو یاد رکھو یقیناً وہ لوگ عقیدۂ سلفی ہیں لیکن مسلکاً سب کے سب مقلد ہیں کوئی بھی غیر مقلد نہیں ہے (الا ماشاء اللہ) ہاں اتنی سی بات ہے کہ اکثر جنابی ہیں پھر مالکی ہیں کچھ شوافع ہیں احناف کی تعداد سعودی میں کم ہے لیکن ہیں سب مقلد بلکہ علامہ شکیب ارسلانؒ (۱۶؎) کے قول مطابق عرب میں بھی اکثر مسلمان حنفی ہیں وہ لکھتے ہیں کہ مسلمانوں کی اکثریت امام ابوحنیفہؒ کی پیرو اور مقلد ہے۔ سارے ترک اور بلقان کے مسلمان۔ روس اور افغانستان کے مسلمان چین کے مسلمان ہندوستان یعنی پاک و ہند اور بنگلہ دیش کے مسلمان اور عرب کے اکثر مسلمان فقہ حنفی مسلک رکھتے ہیں۔ (حاشیہ حسن الساعی نمبر ۹) پھر ۱۹۱۱ء کی مردم شماری یوں درج فرمائی ہے کہ اثناء عشری ایک کروڑ ستائیس لاکھ۔ زیدی تیس لاکھ۔ جنابی تیس

لاکھ۔ ماکلی ایک کروڑ۔ شافعی دس کروڑ اور حنفی سترتیس کروڑ سے زائد گویا سنی مقلدین کی تعداد اڑتالیس کروڑ تیس لاکھ سے زائد تھی مگر سرکاری مردم شماری کے رجسٹر میں غیر مقلدین کا کوئی خانہ موجود نہیں تھا۔ ایک اعتراف اور اس کا جواب :- بعض سادہ لوح لوگ کہتے ہیں کہ کیا صحابہ کرامؓ حنفی تھے یا حنبلی وغیرہ۔ تو جاننا چاہئے کہ کچھ لوگ دین اور مذہب کو ایک سمجھ لیتے ہیں جس کی وجہ سے دھوکہ ہوتا ہے ہم لوگوں کا دین اسلام ہے مذہب و مسلک حنفیت یا شافعییت وغیرہ ہے لہذا دین سب کا ایک ہے یعنی اصول و عقائد میں سب ایک ہیں مذہب اور مسلک جدا جدا ہے یعنی فروع و مسائل میں اختلاف ہے اب سمجھئے کہ مذہب اور مسلک کے معنی ہیں چلنے کی جگہ یعنی راستہ جیسے پہاڑوں پر بارش ہوتی ہے پھر برف جم جاتی ہے اس کا نام نہ گزگا ہے نہ جمنٹا پھر وہی پانی جب راستہ بنا کر میدان کی علاقوں کی طرف چل پڑا تو ان راستوں کا نام گزگا، جمنٹا، تر بدہ وغیرہ پڑ گیا جس طرح صحابہ کرام کو حدیث پاک کیلئے نہ بخاری پڑھنے کی ضرورت تھی اور نہ ترمذی پڑھنے کی مگر بعد والوں کو اس کی ضرورت پڑ گئی اسی طرح جو لوگ دریا کے کنارے پر بیٹھے ہوں ان کو دریا کا پانی حاصل کرنے کیلئے کسی اور نہر کی ضرورت نہیں مگر جو لوگ دریا سے دور ہیں وہ نہر کے بغیر دریا کا پانی نہیں لے سکتے وہ اگر نہر سے منہ موڑیں گے تو دریا کے پانی سے ہی محروم ہو جائیں گے معلوم ہوا کہ احادیث نبویہ بمنزلہ دریا کے ہیں اور فقہ نہروں کے مرتبہ میں ہے جو دریا ہی سیٹھی ہوئی ہے پانی ایک ہی دریا ہے محمدی کا ہے صحابہ کرامؓ چونکہ دریا کے پاس تھے اس لئے ان کو دریا کے پانی کے نام سے لیتے تھے اور بعد والے چونکہ دور ہیں اس لئے وہ نہر یعنی فقہ کے نام سے اسی محمدی پانی کو حاصل کرتے ہیں یہ ہے مذاہب اربعہ کی حقیقت۔

اعتراف حقیقت :- میاں نذیر حسین دہلوی جو فرقہ غیر مقلدین کے بانیوں میں سے ہیں فرماتے ہیں کہ چاروں امام (ابو حنیفہ، مالک، شافعی، احمد بن حنبل) جو قوام دین کیلئے مثل چار عنصر (آب، آتش، خاک، باد) کے ہیں اور اہل عناد کے سوا کوئی شخص اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ ان میں سے ہر شخص دین کا معاون اور پشت پناہ ہے۔ (الحیات بعد المات صفحہ ۵۹۰)

اسی طرح غیر مقلدین کے مشہور عالم مولانا غلام رسول صاحب میاں نذیر حسین دہلوی کے شاگرد مذاہب اربعہ کی مثال میں فرماتے ہیں کہ اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک تالاب سے چار نالیاں بہتی ہوں سو کوئی شخص خواہ کسی نالی کا پانی پیوے وہ تالاب ہی کا پانی ہو گا اور کوئی شکی طبیعت والا براہ

راست تالاب سے لے جا کر پہنچے تو وہ بھی اسی تالاب کا پانی ہے۔ (سوانح حیات ص ۷۰) گو یا غیر مقلد حضرات غلطی مزاج رکھتے ہیں پس چاہتا چاہئے کہ براہ راست جنہوں نے پانی پیا وہ تو صحابہ کرام تھے اب غیر مقلد صحابی کیسے بن سکتا ہے؟ غیر مقلد عالم مولانا ذوق غزنوی کے والد محترم مولانا عبدالجبار غزنوی فرماتے ہیں مذاہب اربعہ حق ہیں اور ان کا آپس کا اختلاف ایسا ہی ہے جیسے صحابہ کرام میں بعض مسائل میں اختلاف ہوا کرتا تھا۔ باوجود اختلاف کے ایک دوسرے سے بغض و عداوت نہیں رکھتے تھے اور باہم سب و شتم نہیں کرتے تھے مثل خوارج اور روافض کے، صلحاء اور ائمہ دین سے محبت جزء ایمان ہے اور عداوت ان کی طریقہ خوارج ہے۔ (اثبات الہام صفحہ ۶)

ہم چاروں مسلک والے مقلد بھائی بھائی ہیں :- سارے نبی ایک ہی خدا کے بھیجے ہوئے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب نبیوں کو علاقائی بھائی فرمایا جن کا باپ ایک ہو اور مائیں الگ الگ ہوں جس طرح علاقائی بھائیوں کے باپ میں اختلاف نہیں ہوتا اسی طرح عام انبیاء کرام کے عقائد میں اختلاف نہیں تھا سب کے عقائد ایک ہی تھے مگر احکام میں آپس میں حرام و حلال تک کا اختلاف رکھتے تھے۔ حضرت یعقوب اور حضرت یوسف کی شریعت میں سجدہ تعظیسی جائز تھا اور شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں حرام ہے جبکہ سب نبی برحق ہیں ہم حضرت یعقوب اور حضرت یوسف کی شریعت کو برحق مگر ساتھ ساتھ منسوخ بھی مانتے ہیں۔ اسی طرح ائمہ اربعہ چاروں برحق ہیں ان میں عقائد میں کوئی اختلاف نہیں البتہ اجتہادی اور فروعی مسائل میں حلال و حرام تک کا اختلاف ہے۔ ہم امام شافعی اور دیگر ائمہ کو برحق بھی کہتے ہیں اور ان کے اقوال کو مرجوح بھی کہتے ہیں اور اپنے امام کو برحق بھی کہتے ہیں اور ان کے اقوال کو رائج بھی۔ جیسے ہم پیغمبروں اور ان کی امتوں کے جن احکام کو منسوخ کہتے ہیں ان کے زمانہ میں وہ احکام بالکل برحق تھے لیکن ہمارے لئے منسوخ ہیں اسی طرح ہم دیگر ائمہ و کرام اور ان کے مقلدین کے احکام کو ان کے حق میں صحیح اور برحق کہتے ہیں مگر اپنے لئے مرجوح کہتے ہیں جس طرح ان انبیاء کرام کے زمانے الگ الگ تھے اور ہر زمانے میں اس زمانے کا طریقہ برحق تھا اسی طرح ائمہ اربعہ کے مقلدین کے علاقے الگ الگ ہیں جنہیں نجد میں ہیں شافعی سری لنکا میں ہیں حنفی پاک و ہند میں اپنے اپنے علاقے میں سب برحق ہیں اب اگر کوئی شخص حضرات انبیاء کرام کے احکام میں حرام و حلال کے اختلاف کو بیان کر کے ”معاذ اللہ“ ایک دوسرے کا دشمن ثابت

کرے اور نجی پاک سنی علماء کے فرمان کا یوں مذاق اڑائے کہ جن نبیوں میں آپس میں حلال و حرام کا اختلاف ہو وہ بھائی بھائی کیسے ہو سکتے ہیں تو یہ یقیناً غلط ہے یا کوئی دوسرا شخص اس کے برعکس دونوں کو اس طرح برحق مانے کہ ناسخ و منسوخ کا مسئلہ درمیان سے نکال دے اور ایک دن سجدہ تعظیمی کر لیا کرے اور دوسرے دن اس کو حرام سمجھا کرے تو یقیناً یہ بھی غلط طریقہ ہے۔ اسی طرح صحابہ کرامؓ کے عقائد میں اتفاق تھا مگر اجتہاد است۔ میں حلال و حرام تک کے اختلاف تھے اب اگر کوئی شخص صحابہ کرامؓ کے ان اختلافات کو اچھال کر ان کی برائیاں بیان کر کے ان کے خلاف بدگمانی پھیلانے تو یہ بھی اس کے ایمان کا نقصان ہے اور اگر ان کی تابعداری میں راجح اور مرجوح کا دھیان رکھے بغیر صبح کو ایک چیز کو حلال کہے اور شام کو حرام کہے تو یہ اتباع شریعت نہ رہی بلکہ خالص نفس پرستی ہوگئی۔ اسی طرح انبیاء اور صحابہ کرامؓ کے ناہین اور وارثین ائمہ باربعہ کے اختلاف کو چھیڑ کر ان پر بدزبانی کرے اور اس کا راستہ کھولے تو وہ شخص یقیناً ”لعن آخر هذه الامة اولها“ کا مصداق ہے اور اگر اپنے لئے اباحت پسندی کی راہ کھولے کہ ایک وقت ایک چیز کو ایک امام کے قول کے مطابق حلال کہے اور دوسرے وقت دوسرے امام کے قول سے اس کو حرام کہے اور صبح کا عمل شام کے اور شام کا عمل صبح کے خلاف کرے تو یہ ہوا پرستی اور دین کو کھلونا بنانا ہے اس لئے دین اور دنیا کی سلامتی اسی طریقہ میں ہے جس پر بفضلہ تعالیٰ ہم چل رہے ہیں کہ امام اعظم ابو حنیفہؒ کی تقلید کرتے ہیں اور اجتہادی مسائل میں ان کو باپ کی جگہ سمجھتے ہیں اور حضرت امام مالکؒ، حضرت امام شافعیؒ اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ کو اپنا چچا مانتے ہیں اور چچوں کی طرح واجب الاحترام جانتے ہیں۔ مالکیوں، شافعیوں اور حنبلیوں کو اپنا چچا زاد بھائی سمجھتے ہیں اور وہ ہمیں اور ہم ان سب کو اہل سنت والجماعت اور نجات پانے والی جماعت مانتے ہیں کیونکہ ہم سب عقائد کے اعتبار سے ما انا علیہ واصحابی پر گامزن ہیں۔

یہیں سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ یہ چاروں مسلک ایک ہی فرقہ ہے جو ما انا علیہ واصحابی کو ماننے والا ہے ان کے عقائد وہی ہیں جو صحابہ کرامؓ کے تھے اختلاف صرف مسائل اور فروع میں ہے لہذا یہی اہل سنت والجماعت اور فرقہ ناجیہ ہے جو کوئی عقائد و اصول میں صحابہ سے اختلاف رکھتا ہو وہی فرقہ بندی کرنے والا اور فرقہ غیر ناجیہ میں داخل ہے۔

باطل کا شیوہ:- ہمیشہ سے باطل کا یہ شیوہ اور طریقہ رہا ہے کہ وہ کلمہ حق کا استعمال کرتا ہے مگر اس کی

مراو باطل اور غلط ہوا کرتی ہے یعنی اس کے پاس ناکسل یا کھوسو ورق انتہائی خوب اور خوب صورت ہوا کرتا ہے جیسا کہ نقلی مال کا ظاہر انتہائی دیدہ زیب اور خوبصورت بنایا جاتا ہے جب کہ ائمہ رجال چالو اور بیکار ہوتا ہے اس لئے کہنا پڑتا ہے کہ "چمکتا جو نظر آتا ہے وہ سونا نہیں ہوتا" بلکہ اس سونے کو پر کھنے کے لئے زرگری نگاہ چاہئے۔ تاریخ سے ذرا بھی لگاؤ رکھنے والوں پر یہ بات مخفی نہیں ہے کہ جب ابن ابی القتیوں اور عطاء پرستوں نے دیکھ لیا کہ اب تو شاید حضرت علیؑ اور حضرت معاویہؓ میں صلح ہو جائے گی تو غرہ لگایا کہ "إِنَّ الْحُكْمَ لِلَّهِ" کہ فیصلہ تو صرف اللہ کا قابل قبول ہے یعنی حکمین کے فیصلہ کو ہم تسلیم نہیں کریں گے اس وقت حضرت علیؑ نے وہ تاریخی جملہ ارشاد فرمایا تھا جو اب زر سے لکھے جانے کے قابل ہے کہ "کلمۃ حق ارید بہ الباطل" کہ کلمہ تو حق ہے چونکہ وہ ارشاد خداوندی ہے لیکن اس کی مراد باطل ہے کیونکہ حکمین نے جو فیصلہ کیا ہے وہ اللہ اور اس کے رسول کے ارشادات کی روشنی میں کیا ہے لہذا وہ بھی اللہ ہی کا فیصلہ ہے اسی طرح کچھ کہنے والے آج بھی کہتے ہیں کہ حدیث حجت ہے نہ کہ قیاس، ارے بھائی اللہ کے نبی کی بات مانی جائے گی کہ ائمہ یعنی امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، اور امام احمد بن حنبلؒ کی فیصلہ اللہ کا نہ کہ ائمہ کا، اب وہ خود سوچ لیں کہ وہ کس کے قول کو دہرا رہے ہیں۔ اور اپنا تعلق کس سے جوڑ رہے ہیں۔

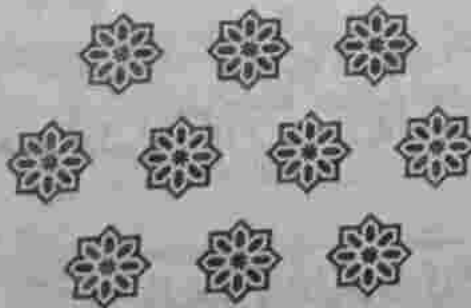
بقول دشمن بیان دوست ہنسکتی
ہمیں کہ از کہ بریدی و با کہ پیوستی

دشمن کے کہنے سے دوست کے عہد و پیمان کو توڑ دیا۔ ذرا دیکھ تو سہی کہ کس سے رشتہ کاٹا اور کس سے جوڑ لیا۔ میرے بھائی صحیح ہے حدیث حجت ہے نہ کہ قیاس لیکن جب یہ قیاس قرآن و حدیث ہی سے نکلا ہو تب، کتنی حماقت کی بات ہے کہ سمندر کا پانی پاک ہو اور اسی سے شکی ہوئی ندی کا پانی ناپاک اور گدلا ہو جائے۔ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات مانی جائے گی لیکن اگر ائمہ انہیں کی کہہ رہے ہوں تب، انہیں کے اقوال و ارشادات کی تشریح و توضیح کر رہے ہوں تب، خصوصاً جب کہ انہوں نے یہ اعلان بھی کر دیا ہو کہ اگر میرا قول خدا نخواستہ حدیث کے خلاف ہو جائے تو حدیث ہی میرا مذہب ہے یعنی میرے قول کو چھوڑ دینا اور حدیث پر عمل کرنا وہی میرا مذہب ہوگا: اِذَا صَحَّ الْحَدِيثُ فَهُوَ مَذْهَبِي۔
بارش سے بھاگے پرنالے کے نیچے کھڑے ہو گئے:۔ اگر قانون ہند کی تشریح کا حق صرف جج اور وکیل ہی کو حاصل ہے، طب کی کتابوں کو پڑھ کر دوا ہی دے سکتا ہے جو ڈگری ہو لڈر ہو، ڈاکٹر ہو، تو کیا

اللہ اور رسول ﷺ کے ارشادات ہی اتنے سہل اور کم رتبہ ہیں کہ ان کی تشریح کا حق ہر ایرے گیرے
نہو خیرے کو حاصل ہو جائے استنباط کرنے کے لئے مجتہد ہونا شرط ہے رہ گئے وعظ و تذکیر کے مضامین
تو اس کو ہر کوئی پڑھے اور فصاحت حاصل کرے جیسا کہ قرآن نے کہا ہے: وَلَقَدْ يَسِّرْنَا الْقُرْآنَ
لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدِّكَ - "کہ ہم نے قرآن مجید کو ذکر یعنی حفظ یا حصول فصاحت کیلئے آسان کر دیا
ہے" (تو کیا ہے کوئی فصاحت حاصل کرنے والا)

نہ کہ استنباط اور استخراج کے لئے۔ رہ گیا یہ کہ جب استنباط ہر مجتہد کر سکتا ہے تو پھر مذہب معین ہی کی
تقلید کیوں ضروری ہے۔ پس عرض ہے کہ جب خود اجتہاد نہیں کر سکتے تو بقول آپ اللہ اور اس کے رسول
کے غیر کی ہی مانتی پڑے گی اب آپ ہی بتاؤ کہ ایک کی مان لینا بہتر ہے یا ہر ایک کے پیچھے دوڑنا بہتر
ہے اگر ائمہ باربعہ میں سے ایک کی نہیں مانو گے تو اصحاب ستہ امام بخاری، امام مسلم، امام ابو داؤد، امام ترمذی،
امام نسائی، امام ابن ماجہ، علامہ ابن حزم، علامہ ابن تیمیہ، علامہ ابن قیم، علامہ شوکانی، علامہ عظیم کی مانتی پڑے
گی۔ پس خود ہی فیصلہ کرو کہ بارش سے بھیگ جانا بہتر ہے یا پرنا لے کے نیچے کھڑا ہونا عقلمندی ہے۔

حاصل کلام :- الغرض جتنے باطل ہیں ان کے پاس عوام کو گمراہ کرنے کیلئے مختصر اور چھوٹے
چھوٹے شاندار اور چمکدار ٹائٹل اور فارمولے ہوتے ہیں زیر نظر رسالہ میں ہمیں نے کوشش یہ کی ہے
کہ سوالوں کا جواب انتہائی مختصر اور عام فہم دیا جائے پھر دلائل کے عنوان سے اس کے تحت آنے والے
دلائل کو حتی الامکان جمع کر دیا جائے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو عام اور نافع بنائے اور عوام و خواص
کے لئے ہدایت اور رہبری کا ذریعہ بنائے۔۔۔ آمین ثم آمین۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال: (۱) غیر مقلد کس کو کہتے ہیں۔

جواب:۔ جو ائمہ اربعہ میں سے کسی کی تقلید نہ کرے۔ اور ایک مذہب خاص پر جمانہ رہے۔

دلیل:۔ (۱) مولانا صدیق حسن خان ترجمان وہابیہ ص ۵ پر لکھتے ہیں کہ:

اگر کوئی بدخواہ و بداندیش سلطنت برٹش کا ہوگا تو وہی شخص ہوگا جو آزادگی مذہب کو ناپسند کرتا ہو اور

ایک مذہب خاص پر جو باپ دادوں کے وقت سے چلا آتا ہے جما ہوا ہو۔ (ترجمان وہابیہ ص ۵)

دلیل:۔ (۲) مولوی محمد صاحب شاہ جہاں پوری رقمطراز ہیں کہ:

”کچھ عرصہ سے ہندوستان میں ایک ایسے غیر مانوس مذہب کے لوگ دیکھنے میں آ رہے ہیں جس

سے لوگ بالکل نا آشنا ہیں وہ لوگ اپنے آپ کو اہل حدیث یا محمدی یا موحّد کہتے ہیں مگر مخالف فریق میں

ان کا نام غیر مقلد یا لامذہب لیا جاتا ہے۔ (الارشاد الی سبیل الرشاد صفحہ ۱۳)

اور لامذہب کے معنی بے دین نہیں بلکہ کسی مذہب و مسلک کو نہ ماننے والا یعنی غیر مقلد ہے۔

دلیل:۔ (۳) اگر غیر مقلد کا معنی یہ ہو کہ جو شخص صرف حدیثوں کو مانے تو چاہے کہ کوئی صحیح صریح

حدیث پیش کی جائے کہ صرف حدیثوں کو ماننے والوں کو غیر مقلد یا اہل حدیث کہتے ہیں۔

دلیل:۔ (۴) جب ہم سے ہر مسئلہ میں بخاری شریف کی روایت کا مطالبہ کیا جاتا ہے تو تقلید کے

شرک یا گناہ ہونے پر بخاری کی روایت پیش کرنا ضروری ہے جو صراحتہ دلالت کرتی ہو کہ تقلید شرک ہے۔

سوال: (۲) تقلید کس کو کہتے ہیں؟

جواب:۔ تقلید کے معنی لغت میں قلاوہ یعنی ہار پہنانا ہے اور اصطلاح میں تقلید کہتے ہیں:

اخذ قول الغیر من غیر معرفۃ دلیلہ۔ ”دوسرے کے قول کو اس کی دلیل جانے بغیر قبول کرنا۔“ (جمع الجوامع)

تقلید کے معنی یہ ہیں کہ کسی شخص کو معتبر سمجھ کر اس کے فعل و قول کی پیروی بغیر طلب دلیل کی جائے۔

(حقیقۃ الفقہ حصہ دوم: ص ۵۱)

سوال: (۳) کیا تقلید شخصی قرآن و حدیث سے ثابت ہے؟

جواب:- تقلید شخصی کے ثبوت و وجوب پر بہت سی آیات قرآنیہ اور احادیث شریفہ دلالت کرتی ہیں۔

دلیل (۱) فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لاتعلمون۔ اگر تم نہیں جانتے تو اہل علم سے دریافت کرو۔ اور جو اہل علم بتلائیں اس کو مان لو خواہ دلیل جانو یا نہ جانو۔

دلیل (۲) واتبع سبیل من انا اب الی۔ ان لوگوں کے راستہ کی اتباع کرو جو میری (اللہ) کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

دلیل (۳) عن حذیفۃ قال قال رسول انی لا ادری ما قدر بقائی فیکم فاقتدوا بالذین من بعدی و اشار الی ابی ابکر و عمر۔ الحدیث۔

(اخرجه الترمذی و ابن ماجہ)

ترجمہ:-۔۔۔ حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو معلوم نہیں کہ تم لوگوں میں کب تک زندہ رہو گے سو تم ان دونوں شخصوں کی اقتداء کیا کرنا جو میرے بعد ہوں گے اور اشارہ سے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کو بتلایا اس کو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

”بعدی“ سے مراد ان صاحبوں کی حالت خلافت ہے کیونکہ بلا خلافت تو دونوں صاحب آپ کے روبرو بھی موجود تھے پس مطلب یہ ہوا کہ ان کے خلیفہ ہونے کی حالت میں ان کی اتباع کرنا، اور ظاہر ہے کہ خلیفہ ایک ایک ہی ہوں گے۔ پس حاصل یہ ہوا کہ حضرت ابو بکرؓ کی خلافت کے زمانہ میں تو ان کی اتباع کرنا حضرت عمرؓ کی خلافت میں ان کی اتباع کرنا پس ایک زمانہ خاص تک ایک معین شخص کی اتباع کا حکم فرمایا اور یہ کہیں نہیں فرمایا کہ ان سے احکام کی دلیل بھی دریافت کر لیا کرنا اور نہ یہ عادت مستمرہ تھی کہ دلیل کی تحقیق ہر مسئلہ میں کی جاتی ہو اور یہی تقلید شخصی ہے۔

دلیل (۴) عن الاسود بن یزید قال اتانا معاذ بالیہن معلما و امیرا فسألناہ

عن رجل توفي فترك ابنتا و اختا فقضى للابنة بالنصف وللخت النصف و رسول اللہ ﷺ حی۔ (اخرجه البخاری و هذا الفظہ و ابو داؤد)

ترجمہ:-۔۔۔ اسود بن یزید سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ حضرت معاذؓ ہمارے یہاں معلم اور حاکم بن کر آئے ہم نے ان سے یہ مسئلہ پوچھا کہ ایک شخص مر گیا اور اس نے ایک بیٹی اور ایک بہن وارث چھوڑی۔ حضرت معاذؓ نے نصف کا بیٹی کیلئے اور نصف کا بہن کیلئے حکم فرمایا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت زندہ تھے، اس کو امام بخاری اور امام داؤد نے روایت کیا ہے اور یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔

(فائدہ) جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذؓ کو تعلیم احکام کیلئے یمن بھیجا تو یقیناً اہل یمن کو

اجازت دی کہ ہر مسئلہ میں ان سے رجوع کریں اور یہی تقلید شخصی ہے۔

دلیل (۵) عن ہذیل بن شریبیل فی حدیث طویل، مختصرہ قال سئل

ابو موسیٰ ثم سئل ابن مسعود واخبر بقول ابی موسیٰ فخالفہ ثم اخبر ابو موسیٰ بقولہ فقال لا تسألونی ما دام هذا الخبر فیکم۔

(اخرجه البخاری و ابوداؤد و الترمذی)

ترجمہ:۔۔۔ خلاصہ اس حدیث طویل کا یہ ہے کہ ہذیل بن شریبیل سے روایت ہے کہ حضرت

ابو موسیٰؓ سے ایک مسئلہ پوچھا گیا پھر وہی مسئلہ عبداللہ بن مسعودؓ سے پوچھا گیا اور حضرت ابو موسیٰؓ کے فتویٰ کی بھی انہیں خبر دی گئی تو انہوں نے اور طور سے فتویٰ دیا پھر ان کے فتویٰ کی خبر حضرت ابو موسیٰؓ کو دی گئی تو انہوں نے فرمایا کہ جب تک یہ عالم بتحریم لوگوں میں موجود ہیں تم مجھ سے مت پوچھا کرو، اس حدیث کو امام بخاری ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔

(فائدہ) حضرت ابو موسیٰؓ کے اس فرمانے سے کہ ان کے ہوتے ہوئے مجھ سے مت پوچھو ہر

شخص سمجھ سکتا ہے کہ ہر مسئلہ میں ان سے پوچھنے کیلئے فرمایا ہے اور یہی تقلید شخصی ہے کہ ہر مسئلہ میں کسی مرجع کی وجہ سے ایک ہی عالم سے رجوع کر کے عمل کرے۔

دلیل (۶) عن عکرمۃ رضی اللہ عنہ ان اهل المدينة سألوا ابن عباس رضی اللہ عنہ عن امرۃ

طافت ثم حاضت قال لهم تنفروا قالوا لا نأخذ بقولک وندع قول زید رضی اللہ عنہ قال

اذا اقدمتم المدينة فسئلوا فقدموا المدينة فسئلوا فکان فی من سألوا ام

سلیم و ذکر حدیث صفیۃ۔ (رواہ البخاری باب اذا حاضت المرأة بعد ما افاضت)

ترجمہ:۔۔۔ حضرت عکرمہ سے روایت ہے کہ اہل مدینہ نے حضرت ابن عباس سے یہ مسئلہ پوچھا

کہ ایک عورت کو طواف افاضہ کے بعد حیض آ گیا تو وہ کیا کرے فرمایا کہ واپس چلی جائے اہل مدینہ

نے کہا کہ ہم حضرت زید کے قول کو چھوڑ کر آپ کے قول کو نہیں لے سکتے۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا

کہ جب تم لوگ مدینہ جانا تو حضرت زید سے پوچھ لینا تو وہ لوگ مدینہ آئے اور حضرت زید سے پوچھا

اور جن لوگوں نے پوچھا ان میں حضرت ام سلیمؓ بھی تھیں تو حضرت زید نے حضرت صفیہ کے واقعہ کو ذکر

کیا، اس کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

(فائدہ) اہل مدینہ حضرت زیدؓ کی تقلید شخصی کیا کرتے تھے اسی لئے انہوں نے حضرت ابن عباسؓ کے قول کو قبول نہیں کیا۔ حضرت صفیہؓ کا واقعہ یہ ہے کہ ان کو دوران حج حیض آ گیا تھا تو آپ ﷺ سے ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ لگتا ہے کہ یہ ہم کو روک دیں گی فرمایا گیا کہ طواف افاضہ کر چکی ہیں، پس آپ ﷺ نے فرمایا تب تو نہیں روکیں گی یعنی اگر طواف افاضہ کے بعد حیض آ جائے تو عورت واپس جاسکتی ہے اس کا حج پورا ہو جائے گا اور کچھ واجب نہیں ہوگا۔

سوال: (۲) کیا سعودی حکام و عوام نیز ائمہ حرمین وغیرہ غیر مقلد ہیں؟

جواب:- قطعاً نہیں وہ لوگ امام احمد بن حنبل کے مسلک کے مقلد ہیں ان کے ملک میں فقہ حنبلی کے مطابق فیصلے ہوتے ہیں۔

دلیل (۱) شاہ عبدالعزیز بن سعود کے دینی اور روحانی پیشوا شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب نجدی نے بڑی وضاحت سے کئی جگہوں پر لکھا ہے کہ:

بانی والحمد لله۔ متبع لست بمبتدع عقیدتی و دینی الذی ادين به هو مذهب اهل السنة والجماعة الذی علیہ ائمة المسلمین مثل الائمة الاربعة واتباعه۔ ترجمہ:-۔۔۔ کہ میں اللہ کے فضل و کرم سے متبع یعنی مقلد ہوں بدعتی نہیں ہوں میرا عقیدہ اور دین وہی ہے جو اہل سنت والجماعت کا ہے جس پر ائمہ اہل اسلام مثلاً ائمہ اربعہ اور ان کے مقلدین ہیں۔

(حیات محمد بن عبدالوہاب)

دلیل (۲) مولوی محمد اسماعیل غزنوی نے سید سلیمان بن سحان نجدی کے رسالہ الہدیۃ السنیہ کا اردو ترجمہ تحفہ وہابیہ کے نام سے شائع کرایا ہے اس میں حضرت امام عبداللہ بن شیخ الاسلام نے اپنا مسلک یوں تحریر فرمایا ہے کہ ہم فروعی مسائل میں حضرت امام احمد بن حنبلؓ کے طریقہ پر ہیں چونکہ ائمہ اربعہ (امام ابوحنیفہ، مالک، شافعی، احمد بن حنبل رحمہم اللہ) کا طریقہ منضبط ہے اس لئے ہم ان کے کسی مقلد پر انکار نہیں کرتے بلکہ ہم لوگوں کو مجبور کرتے ہیں کہ وہ چاروں ائمہ میں سے کسی ایک کی تقلید کریں۔ (تحفہ وہابیہ ص ۶۱) شیخ عبداللہ کا یہی بیان علامہ احمد بن حجر آل بو طامی کی کتاب ”محمد بن عبدالوہاب و عقیدتہ السلفیہ و دعوتہ الاصلاحیہ۔“ جس کا ترجمہ مختار احمد سلفی نے

کیا ہے؟ کے ص ۸۸ پر موجود ہے۔

شیخ احمد بن حجر آل بوطائی کی مذکورہ کتاب کے اردو ترجمہ میں جو اہل دارالاسلام سے چھپا ہے میرے مطالعہ کے مطابق کم از کم پندرہ جگہوں پر شیخ محمد بن عبد الوہاب کے حنبلی مسلک کے مقلد ہونے کی تصریح موجود ہے بلکہ ایک جگہ پر تو لکھا ہے کہ وہ مذہب حنبلی کے سلسلے میں انتہائی متعصب تھے جس کو ابن حجر نے شیخ حامد الفتی کی کتاب ”اثر الدعوة الوہابیہ“ سے نقل کیا ہے لکھتے ہیں کہ وہ لوگ حنبلی ہیں اور فروعی مسائل میں دوسرے مذاہب کے متبعین کی طرح یہ لوگ امام احمد بن حنبل کے مذہب کے سخت متعصب ہیں اور ہر ایک کو معلوم ہے کہ آل سعود سب کے سب شیخ محمد بن عبد الوہاب کے سچے متبع اور انہیں کی طرح مسلک حنبلی کے سخت مقلد ہیں لہذا ہندوستان کے نام نہاد سلفیوں، غیر مقلدوں میں اگر ذرا بھی حمیت وغیرت ہے اور جاہ و مال کی ہوس پرستی سے اگر کچھ بھی دور ہو سکتے ہیں تو ان پر لازم ہے کہ جس طرح وہ حنفی مقلدین سلفیوں کو مشرک اور کافر کہتے نہیں تھکتے۔ عرب کے ان حنبلی مقلدین سلفیوں کو بھی مشرک اور کافر قرار دیں لیکن زر پرستی اور ریال پرستی نے عقلوں کو اس قدر مسخ اور کند کر دیا ہے کہ حنبلی مقلد بسبب تقلید مشرک نہیں ہوتا اور حنفی مقلد بسبب تقلید بڑا سے بڑا مشرک ہو جاتا ہے۔

بسوخت عقل ز حیرت کی ایں چہ بوالعجبی است

کیا آپ نے کبھی غور کیا کہ یہ فرق آخر کیوں کیا جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ حنفی مقلدین ان کی ابتداء اور ان کے آباؤ اجداد کی رنگین تاریخ اور کروٹیں بدلتے مسائل سے واقف ہیں لہذا چوروں نے ملکر چور چور کی آواز لگانا شروع کر دیا ہے تاکہ ہم پکڑے نہ جائیں ورنہ چند فروعی مسائل میں بتکلف مطابقت اور ہم آہنگی پیدا کرنے کے علاوہ یہ غیر مقلد لوگ عرب کے حنبلیوں سے کسی چیز میں بھی متفق نہیں ہیں اور یہ ظاہری محبت اور رواداری بھی اس وقت سے شروع ہوئی ہے جب سے عرب کی سرزمین سیاہ سونا (پیٹرول) اگلنے لگی وہاں کے باشندوں میں مالداروں کے آثار ظاہر ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے وہاں کے باشندوں پر مال و دولت اور نعمتوں کی بارش اور فراوانی کر دی اس وقت سے برصغیر کے غیر مقلدین راتوں رات وہابی اور سلفی میں بدل گئے اور وہابی تحریک کے ساتھ انہوں نے خلوص و محبت کا مظاہرہ شروع کر دیا ان کی قربت کی خاطر غیر مقلد، سلفی اور وہابی بنتا گیا تاکہ نجدی شیوخ کی جیبوں سے مالی فوائد حاصل کر کے ہندو پاک۔ اور دیگر ان شہروں میں جہاں تک ان کی رسائی ممکن ہے اپنی

تخریبی تحریک و دعوت کو پروان چڑھا سکیں لہذا ایک تیر سے کئی شکار کئے گئے اول تو اعمال ظاہری میں جزوی موافقت پیدا کر کے اپنے کو اہل حق کی صف میں کھڑا کرنے کی سعی لا حاصل کی گئی (کہتے ہیں کہ چور بھاگتا ہے تو اپنی نشانی چھوڑ جاتا ہے لہذا یہ لوگ بھی عرب شیوخ سے محبت کے تمام تر دعوؤں کے باوجود اپنے کو حنبلی نہ کہہ سکے جبکہ تمام عرب شیوخ حنبلی مسلک کے مقلد ہیں چوری پکڑ لی گئی اور دھوکہ دہی کی قلعی کھل گئی اے کاش کہ عربوں پر بھی یہ بات ظاہر ہو جاتی) تو دوسری طرف عرب شیوخ کے جیبوں سے بے پناہ دولت حاصل کر کے تخریب اسلام پر خرچ کی جانے لگی۔ اور تیسری طرف حنفیوں کو جو اہل سنت والجماعت کی سب سے بڑی اکثریت تھی غیر سلفی کہہ کر کافر و مشرک کا فتویٰ لگانے کی کوشش کی گئی تاکہ عوام کو زیادہ سے زیادہ دھوکہ دے کر گمراہی کے عمیق غار میں ڈھکیل دیا جائے: اللہم احفظنا منهم واغواہم وتلبیساً تمہم۔ آمین۔

رہ گیا یہ سوال کہ ائمہ حرین شریفین مقلد ہیں یا غیر مقلد تو جاننا چاہئے کہ ائمہ حرین الحمد للہ پہلے بھی مقلد تھے اور اب بھی مقلد ہی لوگ امام بنائے جاتے ہیں۔

دلیل (۱) حضرت مولانا امین صفدر صاحب لکھتے ہیں کہ حرین شریفین جو مرکز اسلام ہے۔ دور

صحابہ کے بعد صدیوں تک ان مقامات مقدسہ کی خدمت کی توفیق احناف کو ملی۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ دولت عباسیہ جن کی حکومت تقریباً پانچ سو سال رہی اگرچہ خلفاء اپنے جد امجد کے طریقہ پر تھے مگر یہ بھی تاریخی حقیقت ہے کہ اس دولت کے اکثر قاضی اور شیخ الاسلام حنفی تھے پھر دولت سلجوقی اور خوارزمی کے تمام خلفاء بھی حنفی تھے اور عدالتوں میں حنفیت ہی کا غلبہ تھا یہ دونوں خلافتیں تقریباً تین سو سال حرین شریفین کی خادم اور دولت اسلامی پر حاکم رہیں پھر نویں صدی سے تقریباً ۱۳۴۰ھ تک دولت عثمانیہ رہی یہ سب حنفی تھے گویا تقریباً بارہ سو سال یہ اعزاز احناف کے پاس رہا۔ اب تقریباً نصف صدی سے کچھ زائد عرصہ ہو رہا ہے کہ یہ خدمت احناف کے چچا زاد بھائیوں یعنی حنابلہ کے حصہ میں آ گئی۔ چونکہ حنفی بڑے بھائی ہیں اور بڑوں کا حوصلہ بھی بڑا ہوتا ہے اس لئے چھوٹوں کو بھی ساتھ لیکر چلتے ہیں چنانچہ ۱۶۶۵ھ سے ۱۳۴۰ھ تک حرین شریفین میں چار قاضی ہوا کرتے تھے حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی۔ بلکہ نویں صدی سے ۱۳۴۵ھ تک حرم کعبہ میں چار مصلے تھے اس کا ایک بہت بڑا فائدہ بھی تھا کہ پوری دنیا میں صدیوں تک یہ بات مسلم رہی کہ اہل سنت چار ہی مذاہب میں منحصر ہیں حنفی، شافعی،

ماکی اور حنبلی کے علاوہ کسی کو اہل سنت والجماعت کہلا کر اہل سنت میں کسی انتشار اور نئے نئے اختلافات پیدا کرنے کا حوصلہ نہیں ہوتا تھا دس دسمبر ۱۹۲۶ء بمطابق ۱۳۴۵ھ صرف ایک حنبلی مصلی باقی رکھا گیا۔ ایک دفعہ ایک غیر مقلد صاحب کہنے لگے اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ پہلے کعبہ میں چار مصلے ہوا کرتے تھے اب ایک ہی ہے میں نے کہا کہ آپ شکر کس بات پر کر رہے ہیں۔ جب چار مصلے تھے آپ کا اس وقت بھی کوئی نہیں تھا اب ایک ہے تب بھی آپ کا نہیں ہے۔ (تجلیات صفحہ ۲۷ جلد دوم ص ۱۷)

دلیل (۲) موجودہ ائمہ حرم مکی و مدنی کی جو فہرست درج ذیل ہے اس میں بھی اکثر حنبلی اور کچھ دوسرے مذاہب کے مقلد ہیں اگرچہ کچھ ائمہ کے متعلق تصریح نہیں مل سکی تاہم شیخ ابن جبرین کی اگلے سوال کے جواب میں آنے والی عبارت کی روشنی میں یقین کے ساتھ یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ وہ مقلد ہی ہیں غیر مقلد نہیں ہیں فہرست ائمہ مع مذاہب درج ذیل ہے۔

ائمہ حرم مکی:

| | |
|---------------------------------|--|
| اسامہ خیاط حنبلی | حسن بن محمد مشاط ماکی |
| خالد الغامدی | سعود الشریع حنبلی |
| صالح آل طالب حنبلی | صالح بن عبد اللہ بن حمید حنبلی |
| صلاح البدر | عادل الکلبانی |
| عبد الباری الثنی حنبلی | عبد الرحمن السدیس حنبلی |
| عبد الظاہر ابوالسح حنبلی | عبد اللہ بن عبد الغنی خیاط |
| عبد اللہ الجبجبی حنبلی | عبد اللہ الخلفی |
| عبد المہمین ابوالسح حنبلی | عبد المجید حسن حنبلی |
| علی بن عبد الرحمن الحذیفی حنبلی | علی عبد اللہ جابر ماکی یا حنبلی (محل شک) |
| عمر بن محمد السبیل | مستند الشیخ عبد الفتاح راوہ حنبلی |
| فیصل الغزاوی | ماہر معیقی |
| محمد بن عبد اللہ السبیل حنبلی | محمد سلیمان بن ابوبکر الشافعی حنبلی |
| محمد نور الماکی حنفی | |

ائمہ حرم مدنی:

حسین بن عبدالعزیز آل شیخ حنبلی

صالح آل طالب حنبلی

عبدالباری الشیبی حنبلی

علی السدیس

عبدالعزیز بن صالح الصالح حنبلی

عبدالحسن القاسم

ابراہیم الاخصر

سعد الغامد

صلاح محمد البدر

عبداللہ بن محمد الزاحم البقمی حنبلی

علی بن عبدالرحمن الخذیفی حنبلی

عبداللہ عواد الجبہنی

محمد ایوب حنفی

ان ائمہ کی فہرست نیٹ پر بھی دیکھی جاسکتی ہے آپ گوگل میں مطلوبہ امام کا نام لکھ کر ویکیپیڈیا پر سرچ کریں۔ امام کا بایوڈاٹا آپ کے سامنے کھلے گا اس میں ان کے اسکول یعنی مسلک کی بھی تصریح ہوگی بعض لوگوں کے حالات جو عربی میں ہیں اس میں ان کے مسلک کو واضح نہیں کیا گیا ہے مگر انگلش میں جو بایوڈاٹا ہے اس میں لکھا ہوا ہے کہ اسکول یعنی ان کا مسلک جیسے سعود الشریع کا انگلش والے میں ہے عربی والے میں نہیں ہے پھر ویکیپیڈیا پر ہی ایک صفحہ ”تصنیف حنابلہ“ کے نام سے ہے اس میں تمام بڑے بڑے حنبلی علماء کے نام درج ہیں اکثر حنبلی ائمہ کے نام اس میں درج ہیں انہیں دونوں جگہوں سے ائمہ کے مسالک کو اخذ کیا ہے اس فہرست سے یہ بات خوب اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ جو لوگ یہ شور مچاتے ہیں کہ ائمہ حرمین غیر مقلد سلفی ہیں یہ دھوکہ اور جھوٹ ہے۔ عقیدہ تو وہ سلفی ہیں اس میں کوئی دورائے نہیں ہے اور عقیدہ ہم بھی سلفی ہیں ہاں مگر وہ لوگ غیر مقلد سلفی نہیں ہیں بلکہ ہماری طرح مقلد سلفی ہیں اور حنبلی ہونے کے باوجود سعودی حکومت کے حکام وغیرہ اور وہاں کے علماء ائمہ اربعہ خصوصاً امام ابو حنیفہ کو انتہائی احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ان کی قدر کرتے ہیں ویکیپیڈیا پر ایک صفحہ ”حنابلہ“ کے نام سے ہے جس میں مذہب اسلام کا بہت مختصر تعارف کرایا گیا ہے اس میں ایک عنوان ہے ”شخصیات محوریہ“ مذہب اسلام کی محوری یعنی بنیادی شخصیات۔ اس میں جہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء۔ صالحین۔ اہل بیت۔ صحابہ۔ خلفاء راشدین۔ امہات المؤمنین کو شمار کیا گیا ہے وہیں ائمہ اربعہ کو بھی بنیادی شخصیت مانا گیا ہے نیز عرب علماء کے فتاویٰ ائمہ اربعہ اور مذاہب اربعہ کی پاسداری اور

ان کے صحیح اور ثابت ہونے سے بھرے پڑے ہیں دیکھئے الشیخ ابن جبرین الارشاد میں لکھتے ہیں کہ اس زمانہ میں کچھ فرقے ہیں ہندوستان اور پاکستان میں جو اپنے آپ کو اہل حدیث کہلاتے ہیں جو مذاہب ائمہ کی طرف انتساب رکھنے والوں پر بہت سختی کرتے ہیں اور مذاہب کی طرف انتساب کو عقائد کی طرف انتساب کی طرح قرار دیتے ہیں اور یہ غلطی ہے کیونکہ اہل مذاہب اولاً سب کے سب اہل سنت والجماعت کے علماء تھے وہ سب کے سب حدیث سے شغف رکھنے والے تھے اللہ تعالیٰ نے ان پر فقہ فہم کو کھول دیا تھا وہ لوگ حفظ و فہم کے جامع تھے۔

فہناک فرق فی الہند و پاکستان یسمون انفسہم اہل الحدیث یشدون علی المنتسبین الی المذاہب جعلوا الانتساب الی المذاہب کالانتساب الی المعتقدات و هذا خطأ و ما ذاک الا ان اہل المذاہب کلہم من علماء السنۃ و کلہم من اہل الحدیث فتح اللہ تعالیٰ علیہم و رزقہم فقہا و فہما فجمعوا بین الحفظ و الفہم۔ (فتاویٰ الشیخ ابن جبرین ج ۱۲ ص ۲۵۰)

اس عبارت سے جہاں یہ بات معلوم ہوئی کہ چاروں مذاہب حق اور صحیح ہیں وہیں یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ اہل حدیث کہلانے والا فرقہ سعودی میں نہیں ہے بلکہ ہندوستان اور پاکستان میں ہے جب یہ لوگ سعودی میں ہوتے ہیں تو اپنے کو اہل حدیث یا غیر مقلد نہیں کہتے بلکہ سلفی کہہ کر عربوں کو دھوکہ دیتے ہیں کیونکہ وہ یعنی اہل عرب جانتے ہیں کہ سلفی مقلد ہی ہوتا ہے۔

شیخ عبدالعزیز بن باز (رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ) سے سوال کیا گیا کہ کیا چاروں مذاہب صحیح ہیں اور ان کا وجود کب ہوا ہے تو انہوں نے اس کا تفصیلی جواب دیا جو درج ذیل ہے:

سوال!!! المذاہب الاربعۃ الحنیفۃ والشافعیۃ والمالکیۃ والحنبلیۃ
هل هی صحیحۃ و فی آی زمن وجدت؟

جواب!!! هذه المذاہب الاربعۃ ہی مذاہب معروفۃ انتشرت فی القرن الثانی و ما بعدہ اما مذهب ابی حنیفۃ فقد عرف و انتشر فی القرن الثانی و هكذا مذهب مالک فی القرن الثانی و اما مذهب الامام الشافعی و احمد فانتشر مذهبہما فی القرن الثالث و کلہم علی خیر و ھدی و ھدفہم تحریر الحق

الذی دل علیہ کتاب اللہ وسنۃ رسولہ... الخ (مجموعہ فتاویٰ ابن باز ج ۱، ص ۱۴)

سوال:- مذاہب اربعہ حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی کیا یہ صحیح ہیں اور ان کا وجود کب ہوا ہے؟

جواب:- یہ چاروں مذاہب مشہور و معروف مذاہب ہیں جو دوسری صدی اور اس کے بعد

شائع ہوئے ہیں بہر حال ابو حنیفہ کا مذہب دوسری صدی میں مشہور اور شائع ہوا ہے اور ایسے ہی امام

مالک کا مذہب بھی دوسری صدی میں مشہور ہوا اور بہر حال امام شافعی اور امام احمد کا مذہب، تو ان دونوں

کا مذہب تیسری صدی میں شائع ہوا ہے اور چاروں کے چاروں ہدایت اور خیر پر ہیں ان کا مقصد اس

حق کی تلاش و جستجو ہے جس پر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ دلالت کرتی ہے۔ اس طرح کی عرب علماء

کی عبارات بہت زیادہ ہیں جو مذاہب اربعہ کے حق اور ہدایت پر ہونے کو بتلاتی ہیں تفصیل کے مُمکن

یعنی اکتاہٹ پیدا کرنے والی ہو جانے کے خوف سے چھوڑا جا رہا ہے طالب حق کیلئے اتنا ہی کافی ہے۔

اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہم کو حق کو حق دکھلائے اور اس کی اتباع کی توفیق عنایت فرمائے اور باطل کو

باطل دکھلائے اور اس سے بچنے کی توفیق عطاء کرے: اللھم ارنا الحق حقاً وارزقنا اتباعہ

وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ... آمین۔

سوال: (۵) اسماعیل زرتا اگر غیر مقلد نے اپنے کتابچہ اسلام خالص کیا ہے میں لکھا ہے کہ:

شاہ عبدالعزیز بن سعود نے صرف ابراہیمی مصلی کو برقرار رکھا سوال یہ ہے کہ کیا کعبہ میں بروقت

موجود مصلی حنبلی نہیں بلکہ ابراہیمی ہے کیا شاہ عبدالعزیز اسلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے والے نہیں تھے

آخر انہوں نے ابراہیمی مصلی کیوں رکھا محمدی مصلی کیوں نہیں رکھا۔

جواب:- میاں جس کو یہی نہ معلوم ہو سکا کہ اسلام خالص کیا ہے وہ خود ہی لوگوں سے سوال کر رہا

ہے کہ اسلام خالص کیا ہے وہ دوسروں کو کیا بتلائے گا۔

آں کہ خود گم است کرار ہبری کند

اس پورے کتابچہ کا جواب میرے رسالہ ”اسلام خالص یہ ہے“ میں دیکھیں (جو عنقریب لکھا جائیگا)

رہ گیا کعبہ کا مصلی ابراہیمی تو اگر آپ اس کی حقیقت سمجھ لیں تو پھر یہ سوال خود ہی ختم ہو جائے گا کہ شاہ

عبدالعزیز بن سعود۔ حنبلی محمدی تھے یا مذہب ابراہیمی کے پیروکار تھے مسلمان چونکہ ابراہیم کو دیگر تمام

انبیاء کرام کی طرح برحق اور سچا نبی سمجھتے ہیں نیز ان کے دین حنبلی کے پیروکار ہیں چونکہ دین اسلام وہی

ہے جو ابراہیم کا دین حنبلی تھا اس اعتبار سے ہر مسلمان ابراہیمی بھی ہے یہیں سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ ایک آدمی بیک وقت ابراہیمی بھی ہو سکتا ہے محمدی بھی۔ سلفی بھی حنبلی بھی۔ نقشبندی بھی حنبلی بھی۔ اس میں کوئی تضاد نہیں ہے یہ کہنے والا کہ یا تو حنفی ہو یا محمدی ہو دونوں نہیں ہو سکتا محض جاہل ہے یا لوگوں کو دھوکہ دینے والا ہے یہ بالکل اسی طرح ہے کہ ایک آدمی بیک وقت دہلوی بھی ہوتا ہے اور ہندوستانی بھی یا مکی بھی ہوتا ہے اور عربی بھی، اب اگر کوئی یہ کہے کہ یا مکی ہوگا یا عربی تو یہ اس کی نری جہالت ہے۔

بہر حال مصلیٰ ابراہیمی کی حقیقت یہ ہے کہ جب کعبۃ اللہ میں چار مصلے تھے تو حنفی کا مصلیٰ شمالی جانب میں تھا اور مالکی کا مصلیٰ مغربی جانب میں تھا اور شافعی کا مصلیٰ جنوبی جانب میں تھا اور حنبلی کا مصلیٰ مشرقی جانب میں تھا۔ اب اتفاق سے مشرقی جانب ہی میں مقام ابراہیم بھی ہے تو دھوکہ دینے کیلئے غیر مقلد حضرات حنبلی مصلیٰ کے بجائے ابراہیمی مصلیٰ کہتے اور لکھتے ہیں تاکہ لوگوں کو یہ نہ معلوم ہو سکے کہ موجودہ مصلیٰ اور ائمہ حنبلی ہیں۔ واہ رے تیری جعل سازی اور دھوکہ دہی شیطان بھی اس پر شرما جائے رہ گیا یہ کہ وہ مصلیٰ حنبلی کا ہے غیر مقلدین کا نہیں ہے اس کی کیا دلیل ہے تو اس کیلئے آپ دیکھیں الارشاد شیخ ابن جبرین کا رسالہ جو فتاویٰ ابن جبرین میں شامل ہے اس میں وہ لکھتے ہیں مجھ سے ذکر کیا گیا کہ کچھ بدعتی لوگ امام حرم کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے یا پڑھتے ہیں تو اس کا اعادہ کرتے ہیں یہ بڑے افسوس کی بات ہے اور کہتے ہیں کہ یہ وہابی مبتدع ضال ہے لیکن یہ لوگ اس کی تزییل اس وجہ سے نہیں کرتے کہ وہ حنبلی ہے بلکہ اس وجہ سے کرتے ہیں کہ وہ وہابی ہے جیسا کہ انہوں نے سمجھ رکھا ہے ہم کہتے ہیں کہ ائمہ مجتہد تھے ان کے مذاہب اس کے معترف ہیں ان کا اتفاق حجت قطعی ہے ان کا اجماع دلیل قوی ہے ان کا اختلاف رحمت ہے اور اس میں امت کے لئے بڑی وسعت ہے۔

ومع الاسف ذکر لنا ان کثیرا من المبتدعة یعیدون الصلاة اذا صلوا خلف امام الحرم الموجود الآن. یقولون هذا وہابی متبدع ضال ولكن هؤلاء ماضلوه لاجل انه حنبلی وانما من اجل انه وہابی كما یزعمون ونحن نقول الائمة رحمهم الله مجتهدون ومذاہبهم معترف بها واتفاقهم حجة قاطعة واجماعهم دلیل قوی واختلافهم رحمة وفيه سعة۔

سوال: (۶) اب سوال یہ رہ جاتا ہے کہ جب سعودی حکومت چاروں مذاہب کو برحق تسلیم کرتی ہے پھر اس نے تین مذاہب کے مصلوں کو حرم مکی سے کیوں ختم کر دیا اور ایک ہی مسلک کے مصلے کو کیوں باقی رکھا؟

جواب:- اس بات پر چاروں مذاہب متفق ہیں کہ ایک امام کے مقلد کی نماز دوسرے امام کے مقلد کے پیچھے درست ہے یعنی حنفی کی حنبلی کے پیچھے شافعی کی حنفی کے پیچھے وغیرہ الگ، صرف اختلاف اس بات میں ہے کہ اگر امام کی نماز مذہب غیر کے مقلد کے مذہب کے مطابق باطل ہو جائے تو کیا مقتدی کی نماز جائز ہوگی یا نہیں تو امام ابوحنیفہؒ اور شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں مقتدی کی نماز جائز نہیں ہوگی کیونکہ وہ اپنے امام کی نماز کے باطل ہونے کا اعتقاد رکھتا ہے اور امام مالکؒ اور احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں جو چیز نماز کے اندر شرط ہے اس میں صرف امام کے مذہب کا اعتبار ہے یعنی جب تک امام کے مذہب کے مطابق اس کی نماز باطل نہیں ہوگی مذہب غیر کے مقلد مقتدی کی نماز بھی باطل نہیں ہوگی۔ (کمانی الفقہ علی المذاہب الاربعہ ص ۳۶۶-۳۶۷ ج ۱)

خیر اتنی بات متفق علیہ ہے کہ ایک مذہب کے مقلد کی نماز دوسرے مذہب کے مقلد کے پیچھے جب تک کوئی مبطل صلاۃ نہ پایا جائے بالاتفاق درست ہے جیسا کہ علامہ ابن جریر نے لکھا ہے کہ:

سئل الامام الشافعی رحمہ اللہ فقیل لہ هل نصلی خلف من یقلد مالکاً؟ فارتعد۔
وقال الست اصلی خلف مالک، فمالک شیخ الشافعی الذی افادہ فوائد کثیرة
جمہ فانکر علی هذا الذی قال انا نتورع ان نصلی خلف المالکیۃ لانہم
یخالفوننا فی اشیاء والخلافیات الی بینہم فی الصلاۃ مثلاً فی الجہر بالبسملة
او التلفظ بالنیۃ او فی البعض الاشیاء الیسیرۃ القلیلۃ و کذا لک بینہ و بین
الحنفیۃ خلافات لا تبطل بہا الصلاۃ۔ (فتاویٰ ابن جریر ص ۲۵۲ ج ۱۳)

ترجمہ:-۔۔ امام شافعی سے پوچھا گیا کہ کیا ہم اس شخص کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں جو امام مالکؒ کا مقلد ہو تو امام شافعیؒ کا نپٹنے لگے اور فرمایا کہ کیا میں نے امام مالکؒ کے پیچھے نماز نہیں پڑھا ہے پس امام مالکؒ، امام شافعیؒ کے استاذ ہیں جنہوں نے ان کو بہت فائدہ پہنچایا ہے، پس امام شافعیؒ نے اس شخص پر سخت نکیر فرمایا جس نے کہا تھا کہ ہم مالکیہ کے پیچھے نماز پڑھنے سے پرہیز کرتے ہیں کیونکہ وہ لوگ بہت

مکتبہ نعیمیہ (لاہور)

کی چیزوں میں ہمارے مخالف ہیں، جب کہ وہ اختلافات جو نماز کے اندرائے کے درمیان ہیں، مثلاً جہر بالبسملة یا تلفظ بالنیۃ یا اور بعض ہلکی پھلکی چیزوں میں اور ایسے ہی شوافع اور احناف کے مابین جو اختلافات ہیں ان سے نماز فاسد نہیں ہوتی ہے۔ جب یہ بات واضح ہے کہ ایک مذہب کے مقلد کی نماز دوسرے مذہب کے مقلد کے پیچھے ہو جاتی ہے تو پھر دوسرے مسلک والے کے پیچھے نماز نہ پڑھنا اور اسی مسجد میں دوسری جماعت قائم کرنا سخت تشدد اور تعصب ہے جیسا کہ زمانہ گزشتہ میں کچھ لوگوں سے صادر ہوا یہی علامہ ابن جریرؒ لکھتے ہیں کہ: مؤرخین نے ذکر کیا ہے کہ دمشق کی مسجد اموی میں ہر نماز کی چار مرتبہ جماعت کی جاتی تھی پہلے حنفی امام، حنفیوں کو نماز پڑھاتا پھر شافعی امام، شوافع کو پھر مالکی امام پھر حنبلی امام نماز پڑھاتا تھا جب کہ یہ مسلمانوں کے درمیان کھلی ہوئی تفریق ہے:

حتى ذكروا ان المسجد الاموي الذي في دمشق كانت تقام الصلاة فيه اربع مرات يصلي الامام الحنفي بمن معه ثم يصلي الشافعي ثم المالكي ثم الحنبلي وهذه تفرقة بين المسلمين. (فتاویٰ ابن جریر ص ۲۵۳ ج ۶۳)

اسی طرح تقریباً ساڑھے پانچ صدی تک حرم مکی میں چار مرتبہ جماعت ہوا کرتی تھی لیکن اس کی بنیاد تعصب مذہبی پر نہیں بلکہ ازدہام اور بھیڑ میں لوگوں کو سہولت پہنچانا تھا۔ پھر پوری دنیا کے بکثرت لوگ حرم میں آتے ہیں تو ان کے ذریعہ پوری دنیا میں یہ پیغام جائے گا کہ اہل سنت والجماعت کے چار ہی مکتبہ فکر ہیں جو چاروں مقلد ہیں لہذا دوسرے فرقہ والوں کو یہ ہمت نہیں ہوگی کہ وہ اپنے کو اہل سنت والجماعت کہہ کر ہمارے درمیان اختلافات پیدا کریں۔ اور اپنے حق ہونے کا شور مچائیں اور عربوں کو اپنا ہم عقیدہ اور ہم مسلک بتلا کر عوام کو گمراہ کریں تاہم سعودی حکومت اور علماء نے جب یہ محسوس کیا کہ تعصب مذہبی بڑھ رہا ہے اور بین المذاہب جو اتفاق و اتحاد اور اخوت و بھائی چارگی تھی اس میں کمی آرہی ہے باطل کی طرف سے روز بروز نئے نئے فتنے اٹھائے جا رہے ہیں، یہ خطرہ بڑھ گیا کہ لوگ حرم مکی کا حوالہ دیکر ہر شہر اور ہر گاؤں کی مسجد میں اپنے مذہب کے امام کے پیچھے الگ الگ جماعت کرنے لگیں اور اس طرح امت کا اتفاق و اتحاد پارہ پارہ ہو جائے اور مسجد لڑائی کا اکھاڑا بن جائے تو سعودی حکومت نے حرم مکی کے تین مصلوں کو موقوف کر کے ایک حنبلی مصلیٰ باقی رکھا، نہ اس وجہ سے کہ یہ کوئی بہت بڑا شرک تھا جو حرم مکی کے اندر پانچ سو سے زائد سالوں سے چلا آ رہا تھا اور اب اس کو ختم کیا

گیا اگر خدا نخواستہ یہ بات تسلیم کر لی جائے تو پانچ سو سے زائد سالوں تک حرم مکی میں یہ کفر و شرک چلتا رہا اس وقت کے حکام و علماء اور عوام اس کو دیکھتے رہے اور کسی نے اس کو بند نہیں کیا تو ان حضرات کے متعلق کیا کہا جائے گا پھر جس خدا نے اپنے گھر کی حفاظت مکہ والوں کو الگ رکھ کر ابرہہ کے لشکر سے کرالیا کیا وہ خدا اس برائی سے اپنے گھر کی حفاظت نہ کرتا۔ لیکن یہ کوئی مفسدہ یا برائی تھی ہی نہیں بلکہ مسلمانوں کی مصلحت کے پیش نظر ایک سہولتی کام تھا جس کو اس وقت کے حکمرانوں اور علماء نے جاری کیا تھا لیکن تعصب کا ناس ہو اور باطل قوتوں کو خدا ملیا میٹ کرے جب ان کی ریشہ دوانیاں اس قدر بڑھ گئیں کہ باہم محبت و اخوت سے رہنے والے مقلدین تعصب کا شکار ہو گئے اور باہم دست و گریبان ہونے لگے تب مسلمانوں کی مصلحت نے یہ تقاضا کیا کہ اب چار کو ایک کر دیا جائے تاکہ پوری دنیا کو یہ معلوم ہو جائے کہ یہ چاروں اب بھی بھائی بھائی ہیں کوئی متجارب اور مخالف گروپ کے لوگ نہیں ہیں یہ پہلے بھی متحد تھے اور اب بھی متحد ہیں ان کی نماز پہلے بھی ہر ایک کے پیچھے ہو جاتی تھی اب بھی ہو جاتی ہے خدا بھلا کرے سعودی حکومت کا کہ اس نے سب کو ایک مصلیٰ پر جمع کر کے پوری دنیا میں باطل کو پنپنے سے روک دیا جواب بھی پوری شدت سے اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ چاروں مذاہب کو چار فرقہ ثابت کر کے ان کو باہم لڑا دیا جائے تاکہ امت مسلمہ کی قوت و شوکت ٹوٹ جائے اور پوری دنیا میں باطل کو اپنا تسلط جمالینا آسان ہو جائے۔ یہود کے اتبعینوں کو یہ بات بالکل نہیں بھائی کہ چاروں مذہب کے لوگ ایک ہی مقلد حنبلی امام کے پیچھے نماز ادا کریں لیکن اس پر قدغن لگانے کی طاقت نہ پا کر امت کو دھوکہ دینا شروع کیا کہ یہ ابراہیمی مصلیٰ ہے نہ کہ حنبلی، بے ایمانوں یا درکھو خدا نے اسلام اور شعائر اسلام کی حفاظت کا وعدہ کر رکھا ہے لہذا ہم اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ حرم مکہ میں اسلام کے بعد کفر و شرک داخل نہیں ہوا ہے بلکہ اللہ نے اس کی حفاظت کیا ہے اور ان شاء اللہ کرتا رہے گا ہم یہ کبھی باور نہیں کر سکتے کہ اللہ کی حفاظت کے وعدے کے باوجود شرک جیسا فتنہ کبریٰ حرم مکی میں جاری ہو گیا اور ساڑھے پانچ سو سال تک چلتا رہا اور دنیا کے سارے مسلمان بشمول علماء و صلحاء ”ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم“ کا مصداق بنے رہے، نہیں بلکہ جو کچھ ہوا خدا کے فیصلے کے مطابق ہی ہوا اور امت مسلمہ کے حق میں جو بہتر تھا وہی ہوا۔ اور یقیناً تمہارے علی الرغم وہی ہو گا جو خدا چاہے گا۔ اور جو کچھ امت مسلمہ کے عمومی مزاج کے تقاضہ کے مطابق ہو گا۔ خدا کا وعدہ ہے کہ وہ پوری امت کو گمراہی پر جمع نہیں

ملکہ سہیلہ

کرے گا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: لا تجتمع امتی علی الضلالة اور حرم مکی کا گمراہی پر جمع ہو جانا جو مرکز اسلام ہے پوری امت کا گمراہی پر جمع ہونا ہے جو کبھی نہیں ہو سکتا۔ اللہ ہم سب کو فہم سلیم عطا فرمائے۔ آمین۔

سوال: (۷) کیا واقعی چاروں مذاہب چار فرقہ نہیں ہیں عوام کو تو یہی بتلایا جاتا ہے کہ یہ فرقہ باطلہ میں سے چار فرقے ہیں جن کے درمیان باہم بہت اختلاف ہے بلکہ ایک مذہب کے علماء میں بھی بہت جھگڑے ہوتے ہیں امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ بہت سے مسائل میں ان سے اختلاف رکھتے ہیں چنانچہ مشہور غیر مقلد عالم مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی، ائمہ اربعہ کے مقلدین کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

”حقیقت میں انہیں لوگوں نے دین میں فرقہ بندی کی اور ایک امت کو کئی فرقوں میں تقسیم کر دیا۔“

(فتاویٰ ثنائیہ: ج ۲ ص ۳۹۸)

ایک دوسرے صاحب لکھتے ہیں کہ اسلام کی وحدت کو پارہ پارہ کیا تو تقلید شخصی نے۔

(فرقہ بندی کا شرعی آپریشن: ص ۵)

جواب: بے شک اسلام میں بہتر فرقے ہونے ہیں جن میں سے ایک فرقہ ناجی اور برحق ہوگا اور بقیہ فرقے غیر ناجی اور باطل ہوں گے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ:

إن بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین ملة وتفرقت امتی علی ثلاث وسبعین ملة کلهم فی النار الا ملة واحدة قالوا من ہی یا رسول اللہ قال ما أنا علیہ واصحابی۔

ترجمہ: بنی اسرائیل میں بہتر فرقے ہوئے اور میری امت میں بہتر فرقے ہوں گے سب کے سب جہنمی ہوں گے سوائے ایک فرقہ کے، صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم وہ ایک فرقہ کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اس طریقہ پر ہو جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔

لیکن کیا ائمہ مجتہدین کا مسائل فرعیہ میں مختلف ہونا فرقہ بندی ہے؟ جو شخص مسائل فرعیہ کے اختلاف کو فرقہ بندی سے تعبیر کرے وہ فرقہ بندی کے معنی سے جا مل اور ناواقف ہے کیوں کہ فرقہ بندی عقائد و اصول کے اختلاف کو کہتے ہیں جو ضد اور عناد کی بنیاد پر ہو، پس معلوم ہوا کہ فرقہ اور فرقہ بندی

کے لئے اصل نہج یعنی سنت نبوی اور سنت صحابہ سے جدائی اور علیحدگی ضروری ہے جب کہ ائمہ مجتہدین سنت نبوی اور سنت صحابہ کو مضبوطی سے پکڑنے والے ہیں لہذا ”ما أنا علیہ واصحابی“ کو معیار ماننے کے بعد مسائل فرعیہ، حلال و حرام میں کتنا ہی اختلاف رکھیں وہ اہل سنت والجماعت کا ایک ہی فرقہ کہلائیں گے جو بہتر (۷۲) کے مقابلہ میں ہوگا البتہ ان کے مد مقابل جو لوگ اصل معیار یعنی ما أنا علیہ واصحابی سے اختلاف رکھنے والے ہوں گے یعنی عقائد میں مختلف ہوں گے وہ معیار مطلوب کو تسلیم نہ کرنے کی وجہ سے اپنے اپنے خیالات کے اعتبار سے الگ الگ فرقے کہلائیں گے۔

خلاصہ یہ ہے کہ ائمہ مجتہدین کی تقلید کرنے والے تمام حضرات چونکہ عقائد میں متفق ہیں اور ان کے عقائد سنت نبوی اور سنت صحابہ کے مطابق ہیں لہذا وہ تمام حضرات اہل سنت والجماعت کے ایک ہی فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں جو برحق اور ناجی ہے باہم مسائل میں مختلف ہونا انھیں الگ الگ فرقہ نہیں بنائے گا۔

دلیل (۱) مشہور غیر مقلد عالم مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری لکھتے ہیں کہ:

فرقہ بندی کسی اصولی اختلاف سے ہوتی ہے اگر اصول ایک ہے اور باوجود وحدت اصول کے صرف فہم کا اختلاف ہے تو فرقہ بندی نہیں۔ (اسلام اور اہل حدیث ص ۱۲)

دلیل (۲) دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ:

پس کسی جماعت کو دوسری جماعت سے فرقہ کی حیثیت سے الگ سمجھنا اس بات پر موقوف ہے کہ اس میں اصولی اختلاف ہو پس جس فرقہ کے اصول طبقہ اولیٰ کے اصول مذہبی سے ملتے جلتے بلکہ وہی ہوں گے وہ فرقہ تو جدید اور فرقہ بند نہ کہا جائے گا اور جس فرقہ کے اصول جدید ہوں گے وہی فرقہ جدید اور فرقہ بندی کے الزام سے ملزم ہوگا۔ (اسلام اور اہل حدیث ص ۱۳)

اور خود ہی مولانا نے اسی کتاب کے صفحہ ۱۱ پر لکھا ہے کہ:

ائمہ اربعہ کے اصول وہی ہیں جو صحابہ کرامؓ کے تھے، اس میں شک نہیں کہ ان مذاہب کے اصل الاصول وہی ہیں جو صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں تھے یعنی چاروں مذاہب قرآن و حدیث کو دستور العمل جانتے ہیں، بحمد اللہ اس میں اختلاف نہیں ہے۔ (اسلام اور اہل حدیث ص ۱۱)

دلیل (۳) معروف اہل حدیث عالم شیخ الحدیث مولانا عبید اللہ صاحب مبارکپوری ”حدیث افتراق“ کی شرح میں لکھتے ہیں کہ: ولیس المراد بالافتراق فی الحدیث مطلق الافتراق

حتیٰ یدخل فیہ ما وقع من الاختلاف فی مسائل الفروع فی زمان الخلفاء الراشدین ثم فی سائر الصحابة ثم فی التابعین ثم فی الائمة المجتہدین بل المراد به الافتراق المقید وهو التفرق الذی صاروا به شیعاً واحزاباً وفرقاً وجماعات بعضهم فارق البعض لیسوا علی تألف وتعاقد ولا تناصر بل علی ضد ذالک من الهجران والقطیعة والعداوة والبغضاء والتذلیل والتکفیر والتفسیق وهذه الفرقة المشعرة بتفرق القلوب المشعر بالعداوة والبغضاء انما هی بسبب الابتداع فی الشرع والخروج عن السنة لا بسبب أمر دینوی ولا بسبب معصیة لیست بدعة وقیل المراد بالابتداع المذکور الابتداع فی اصول العقائد لا الفروع والعملیات۔ (مرعات شرح مشکوٰۃ: ج ۱ ص ۱۹۲)

ترجمہ: حدیث میں افتراق سے مطلق افتراق مراد نہیں کہ اس میں فروعی مسائل کا وہ اختلاف بھی داخل ہو جائے جو خلفاء راشدین کے زمانہ میں واقع ہوا پھر تمام صحابہ، پھر تابعین، پھر ائمہ مجتہدین میں، بلکہ وہ افتراق مراد ہے جو ایک خاص قید کے ساتھ مقید ہو یعنی وہ افتراق کہ جس سے لوگ ایسے گروہ، ٹولی، فرقے اور جماعت بن جائیں کہ بعض سے بعض جدا ہوں، ان میں محبت، ایک دوسرے کے ساتھ تعاون اور توافق کا کوئی جذبہ نہ ہو بلکہ اس کے برخلاف جدائی، قطع تعلق، بغض و عداوت ہو، اور اور ایک دوسرے کی تذلیل و تکفیر و تفسیق کرتے ہوں، یہ فرقہ جو دلوں کے تفرق کو بتلاتا ہے جو دلی بغض و عداوت کی علامت ہے، شریعت میں نئی بات پیدا کرنے اور سنت سے نکلنے کی وجہ سے ہوتا ہے، نہ کہ کسی امر دینوی کی وجہ سے اور نہ ایسی معصیت کی وجہ سے جو کہ بدعت نہ ہو اور کہا گیا ہے کہ نئی بات پیدا کرنے سے مراد اصول و عقائد میں نئی بات پیدا کرنا ہے نہ کہ فروع و عملیات میں۔ (مرعات شرح مشکوٰۃ)

اور چاروں ائمہ کا اختلاف فروع و عملیات میں ہے نہ کہ اصول و عقائد میں لہذا یہ چاروں مذاہب چار فرقے نہیں بلکہ ایک ہی فرقہ ہے جو سنت رسول اور سنت صحابہ پر گامزن ہونے کی وجہ سے اہل سنت والجماعت کہلاتا ہے۔

دلیل (۳) مشہور اہل حدیث محدث مولانا عبد الرحمن مبارکپوری فرماتے ہیں کہ:

ألف الإمام عبد القاهر بن طاهر التیمی فی شرح هذا الحدیث کتاباً قال

فیه قد علم اصحاب المقالات أنه ﷺ لم یرد بالفرق المذمومة المختلفین فی فروع الفقه من ابواب الحلال والحرام وانما قصد بالذم من خالف اهل الحق فی اصول التوحید و فی تقدیر الخیر والشر و فی شروط النبوة والرسالة و فی موالاة الصحابة وما جرى مجری هذا الأبواب لأن المختلفین فیها قد کفر بعضهم بخلاف النوع الأول فإثمهم اختلفوا فیه من غیر تکفیر ولا تفسیق للمخالف فیه. (تحفة الأحوذی شرح ترمذی ج ۳ ص ۳۶۷)

ترجمہ: امام ابو منصور عبد القاہر بن طاہر تمیمی نے اس حدیث کی شرح میں ایک کتاب تالیف فرمائی ہے اس میں انھوں نے فرمایا ہے کہ ارباب علم جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرق مذمومہ سے ان لوگوں کو مراد نہیں لیا ہے جو فروع فقہ میں حرام و حلال کے باب میں باہم مختلف ہیں بلکہ ان لوگوں کی مذمت مقصود ہے جنھوں نے اصول توحید تقدیر خیر و شر شرائط نبوت و رسالت اصحاب رسول سے محبت اور دیگر اسی جیسے معاملات میں اہل حق کی مخالفت کی، کیونکہ اس قسم کی مخالفت رکھنے والوں میں سے بعض کفر میں داخل ہو گئے بخلاف پہلے قسم کا اختلاف رکھنے والوں کے، اس لئے کہ وہ باہم مختلف تو ہوتے ہیں مگر اپنے سے مخالف کی تکفیر و تفسیق نہیں کرتے۔ (تحفة الاحوذی ج ۳ ص ۳۶۷)

معلوم ہوا کہ فروع فقہ میں اختلاف رکھنے والے مذاہب کو فرقہ قرار دینا جہالت ہے کیونکہ اہل علم جانتے ہیں کہ ”حدیث افتراق“ میں ان کی مذمت مقصود نہیں ہے بلکہ عقائد میں اختلاف رکھنے والے فرق ضالہ کی مذمت مقصود ہے کیونکہ فروع فقہ میں تو صحابہؓ اور تابعینؓ بھی باہم اختلاف رکھتے تھے۔

دلیل (۵) اسی حدیث افتراق کی شرح میں علامہ شاطبیؒ فرماتے ہیں کہ:

فلا یصح أن یراد مطلق الإفتراق بحیث یطلق صور لفظ الإختلاف علی معنی واحدٍ لأنه یلزم أن یکون المختلفون فی مسائل الفروع داخلین تحت إطلاق اللفظ وذلك باطل بالاجماع فإن الخلاف فی زمان الصحابة واقع الی الآن فی مسائل الإجتہادیة. (الاعتصام ج ۲ ص ۱۶۳)

ترجمہ: پس درست نہیں ہے کہ مطلق افتراق مراد ہو اور لفظ اختلاف کی صورتیں ایک ہی معنی پر بولی جائیں اس لئے کہ اس سے لازم آتا ہے کہ جو لوگ مسائل فرعیہ میں اختلاف رکھتے ہیں وہ بھی

لفظ کے اطلاق میں داخل ہوں اور یہ بالا جماع باطل ہے کیونکہ زمانہ صحابہ سے آج تک مسائل اجتہاد یہ میں برابر اختلاف ہو رہا ہے۔

پھر علامہ شاطبیؒ نے آیات قرآنیہ سے استدلال کرتے ہوئے لمبی بحث کی ہے کہ مسائل اجتہاد یہ کا فروعی اختلاف اس حدیث میں مراد نہیں ہے بلکہ عقائد و اصول کا وہ اختلاف مراد ہے جو ضد اور عناد کی بنیاد پر ہو اور جو لوگوں کے دلوں میں اس طرح تفرقہ ڈال دے کہ آپس میں ایک دوسرے کی تکفیر و تفسیق کرنے لگیں۔

الحمد للہ چاروں مکاتب فکر کے لوگ دوسرے مکتب فکر کے ائمہ و اکابر کا اسی قدر احترام کرتے ہیں جتنا اپنے بزرگوں کا، یہی نہیں کہ ایک دوسرے کے پیچھے نمازیں پڑھتے ہیں، از دو واجی تعلقات رکھتے ہیں بلکہ حد تو یہ ہے کہ ایک جماعت کے لوگ دوسری جماعت کے پیروں کے ہاتھوں پر بیعت تک کرتے ہیں، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا وجود اس کی بڑی تاریخی مثال ہے، فقہاً حضرت والا حنبلی مسلک کے پابند تھے لیکن ایسا کون سا مسلمان ہے جو آپ کو سید الاولیاء نہیں مانتا۔

یہ سچ ہے کہ ائمہ اسلام اصول میں نہیں بلکہ بہت دور کے بعض فروعی مسائل میں اختلاف ضرور رکھتے ہیں لیکن یہ کون کہتا ہے کہ مطلق اختلاف مذموم ہے کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ کے شاگردوں نے ان سے اختلاف کیا ہے، بے شک کیا ہے، اور یہ امام ابوحنیفہؒ کا گردہ ہے جس نے اپنے شاگردوں کے اختلاف کو برداشت کیا اور ان کی تصویب فرمائی بلکہ بعد میں آنے والے اپنے تمام مقلدین کے لئے یہ اعلان کر دیا کہ: ”إِذَا صَحَّ الْحَدِيثُ فَهُوَ مَذْهَبِي“ کہ جب کوئی حدیث تمہارے سامنے ثابت ہو جائے ممکن ہے کہ وہ حدیث مجھ تک نہ پہنچی ہو، تو وہی میرا مذہب و مسلک ہے تم اسی کو مان لینا، کمال ہے اس تدبیر و دیانت داری کا، مگر جو چیز باعث کمال تھی آج اسی کو باعث عیب گردانا جا رہا ہے۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے یہی تو ان مذاہب کی حقانیت کی دلیل تھی کہ حق و درستی جہاں سے بھی آئے خواہ شاگرد کی جانب سے یا کسی اور کی جانب سے اسے قبول کر لیا جائے۔

خلاصہ یہ ہے کہ کچھ لوگوں نے عوام کو دھوکہ دینے کیلئے لفظ اختلاف کو جھگڑا کے معنی میں استعمال کیا کہ باہم استاذ و شاگرد میں جھگڑا ہے تو حق پر کس کو مانا جائے۔ ہاں استاذ و شاگرد میں اختلاف ضرور ہے

مگر خلاف اور مخالفت یعنی جھگڑا نہیں ہے بلکہ دلیل کی وجہ سے رائے کے مختلف ہو جانے کا نام اختلاف ہے جو قطعاً مذموم نہیں ہے بلکہ دور صحابہ و تابعین سے یہ اختلاف چلا آ رہا ہے صرف ترمذی شریف اٹھا کر دیکھا جائے تو اس میں صحابہ و تابعین کے ہزاروں اقوال ایسے مل جائیں گے جو باہم مختلف ہوں گے اور یہی دین اسلام کی وسعت اور اعلیٰ ظرفی کی دلیل اور دین فطرت کی زینت کا سامان ہے اہل نظر اسے خوب سمجھتے ہیں۔۔۔۔۔

آنکھ والے ترے جو بن کا تماشا دیکھیں دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھیں

سمجھنے کی بات یہ ہے کہ مطلق اختلاف برا نہیں ہے بلکہ وہ اختلاف برا ہے جو ضد اور عناد کے طور پر ہو ورنہ اللہ تعالیٰ اپنی کائنات میں اختلاف نہ رکھتا مردوزن کا اختلاف، آگ و پانی کا اختلاف، نور و ظلمت کا اختلاف، کفر و اسلام کا اختلاف، حق و باطل کا اختلاف غرضیکہ ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں کروڑوں چیزیں ہیں جو ایک دوسرے سے مختلف ہیں اسی لئے کسی کہنے والے نے کہا ہے کہ۔

گلہائے رنگارنگ سے ہے زینت چمن اے ذوق اس جہاں کو ہے زیب اختلاف سے

اے دیدہ وروں!!! سمجھو کہ بہت سے اختلاف وہ ہیں جو ناگزیر اور لا بدی ہیں جن کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں ہے ورنہ سوچو تو سہی کہ اگر مردوزن کی تخلیق میں مساوات ہو جائے اور اختلاف نہ رہے تو اس کائنات کا کیا نقشہ ہوگا اسی طرح عالم کی تمام چیزیں اگر اختلاف کھو بیٹھیں اور یکساں ہو جائیں تو عالم کا کیا حال ہوگا اس لئے پیارو! اختلاف اختلاف کی رٹ لگا کر عوام کو دھوکہ مت دو بلکہ ”اختلاف علماء امتی رحمة“ کو یاد کرو کہ میری امت کے علماء کا اختلاف رحمت ہے، اس میں امت کے لئے بڑی وسعت اور گنجائش ہے ہاں عقائد و اصول کا اختلاف اہل سنت و الجماعت سے جدا کر دیتا ہے لہذا عقائد میں اختلاف و افتراق سے بچو۔

سنت صحابہ اور سنت رسول کو لازم پکڑو اور ”ما أنا علیہ و أصحابی“ کے مصداق بنو، صحابہ کو بدعتی مت قرار دو، صحیح اور ضعیف کی آڑ لیکر سنت کو مت ٹھکراؤ۔

اللہم ارنا الحق حقاً و ارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلاً و ارزقنا اجتنابہ
اے اللہ ہمیں حق کو حق دکھلا اور اس کی اتباع کی توفیق عنایت فرما، اور باطل کو باطل دکھلا اور اس سے بچنے کی توفیق ارزانی فرما۔ آمین ثم آمین۔

سوال: (۸) کیا واقعی غیر مقلدین محمد بن عبدالوہاب کو برا بھلا کہتے ہیں اور سعودی حکام کو لٹیر

اور فساد کی سمجھتے ہیں۔

جواب:- اب تو غیر مقلدین محمد بن عبدالوہاب کو سب سے بڑا مصلح اور داعی کبیر کہتے نہیں تھکتے ہاں ایک زمانہ تھا جب محمد بن عبدالوہاب اور اس کے قبیحین کی حکومت اس طرح مضبوط و مستحکم اور اس قدر مال و دولت والی نہیں تھی بلکہ اس وقت سعودی حکمران حجاز و نجد کے شہروں کو شرک و بدعت کی آلائشوں سے پاک کر رہے تھے اور ان بلاد میں حکومت الہیہ کے قیام کے لئے کوششوں میں اور اس کیلئے جہاد میں مصروف تھے اس وقت نواب صدیق حسن خان التاج المکمل لکھ رہے تھے جو ہندوستان میں سعودی حکمرانوں اور وہابیت کی تاریخ کو مسخ کر کے پیش کرنے کی سب سے پہلی کوشش ہے اس سے پہلے کوئی کتاب ایسی منظر عام پر نہیں آئی جس میں شیخ محمد بن عبدالوہاب اور جماعت وہابیہ کا تذکرہ اس قدر تفصیل سے ہو پھر التاج کے بعد خاص اسی موضوع پر ترجمان وہابیہ تصنیف فرمائی جس سے سعودی حکمران کی انتہائی مکروہ شکل سامنے آتی ہے اور اس میں یہ واضح کیا جاتا ہے کہ سعودی حکمران لٹیرے خونخوار اور فساد پھیلانے والے ہیں۔

دلیل (۱) اہل سنت اور متبعان حدیث۔۔۔ صرف طریقہ پیغمبر کا تابع ہے اور تقلید کسی مذہب کی اس کے نزدیک واجب نہیں ہے اس کو نہ مذہب وہابیہ سے کوئی سروکار ہے اور نہ کسی اور مذہب کا یا ر و مددگار۔ (ترجمان وہابیہ ص ۲۹)

دلیل (۲) نواب صدیق حسن خان اپنی کتاب ترجمان وہابیہ ص ۳۴ پر لکھتے ہیں کہ: اور عبدالعزیز نے قطیف کا قصد کیا اور ان پر غالب آیا اور وہاں کے لوگوں کو قتل کیا پھر بحرین کا قصد کیا اور اس پر فتح پائی پھر لشکر اس کا عمان کو روانہ ہوا اور جب عمان میں داخل ہوا وہاں کا حاکم سعید ہزیمت پا کر مسقط بھاگا عبدالعزیز کے لشکر نے اس کا مسقط تک تعاقب کیا وہاں قلعہ کو جا کر ایک مدت تک گھیرا اور اس محاصرہ میں سعید نے عاجز ہو کر صلح چاہی اور سعید نے ہر سال جزیہ دینا قبول کیا اور وہابی ان دنوں دیار بصرہ میں اور اس کے اطراف میں قبائل عرب کو لوٹتے تھے۔

دلیل (۳) آگے لکھتے ہیں کہ عبدالعزیز کر بلا کی طرف متوجہ ہوا اور وہاں جا کر خونریزی اور غارت کا بازار گرم کیا اور امام حسینؑ کی مزار کا سامان سب لوٹنے والوں پر مباح کر دیا اور وہاں کی

آبادی اکثر ویران ہو گئی۔

دلیل (۴) عبدالعزیز نے ایک لشکر تیار کر کے طائف کو بھیجا اور انہوں نے وہاں قتل و قبیح کے بعد فتح پائی اور کربلا کی طرح وہاں بھی قتل عام کیا اور اموال ان کے لوٹ لئے اور ۱۰۸۳ھ میں عبدالعزیز نے ایک لشکر وہابیوں کا تیار کر کے اپنے بیٹے سعود کو اس کا مقدمہ الجیش بنایا اور مکہ مکرمہ کو روانہ کیا وہ لشکر مکہ میں پہونچا اس نے اہل مکہ کو زیر و زبر کر کے تین مہینے تک اس کے حصار کا محاصرہ کیا اہل مکہ کا تو شہ تمام ہوا، ناچار انہوں نے اس کی اطاعت قبول کی۔ (ایضاً ص ۳۴-۳۵)

دلیل (۵) اور امیر سعود بن عبدالعزیز کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

پھر مدینہ منورہ گیا اور وہاں کے لوگوں پر جزیہ باندھا اور مزار مقدس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو برہنہ کیا اور اس کے خزان و دفائن سب لوٹ کر درعیہ کو لے گئے بعضوں نے کہا ہے کہ ساٹھ اونٹوں پر بار کر کے خزانہ لے گیا اور ایسا ہی ابو بکر و عمرؓ کے مزارات کے ساتھ پیش آیا۔

دلیل (۶) اور سعود نے قبہ مزار نبی کو ڈھانے کا قصد کیا مگر اس کا مرتکب نہ ہوا اور حکم کیا کہ

بیت اللہ کا حج سوائے وہابیوں کے اور کوئی نہ کرے۔ اور ۱۸۱۰ء میں سعود نے بلاد شام کی طرف چھ ہزار سوار لے کر ارادہ کیا اور اس میں پہنچ کر بڑی خونریزی کی اور وہاں کے ۴۵ شہروں کو خراب و برباد کیا۔ اور اس کو خبر ملی کہ سردار ان بلاد حاکم نے اس کی اطاعت سے انکار کیا اس نے اسی وقت اپنا کچھ لشکر اس جانب روانہ کیا اور اس نے ان شہروں میں داخل ہو کر لوٹ مار شروع کر دیا وہاں کے چھوٹے بڑوں کو تہ تیغ کیا اور وہاں دس ہزار آدمی تھے سوان میں سے ایک بھی نہیں بچا۔ (ترجمان وہابیہ ص ۳۶-۳۷)

نواب صدیق حسن خان کی مندرجہ بالا عبارات میں سعودی حکمرانوں اور وہابیوں کا نقشہ آپ نے ملاحظہ کر لیا علماء غیر مقلدین کے جو تبیین آج وہابیت کے سب سے بڑے حامی اور مؤید بنے ہوئے ہیں ان کے علماء کے نزدیک وہابیت اور سعودی حکمرانوں کی تصویر اس قدر بگڑی ہوئی اور اتنی قبیح ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ آج ان کی یہ تائید اور حمایت خالص جھوٹ اور نفاق ہے غیر مقلدین کے اکابر وہابی تحریک، شیخ محمد بن عبدالوہاب اور سعودی حکمرانوں کے ہمیشہ دشمن رہے ہیں۔ آج کے غیر مقلدین یہ کہہ کر پیچھا چھڑا لیتے ہیں کہ ہم تو قرآن و حدیث کے ماننے والے ہیں اکابر کو نہیں مانتے۔ پس معلوم ہونا چاہئے کہ اگر کوئی دوسرا وہابیت کو نہ مانے تو یہ لوگ اس کو کافر و مشرک تک کہہ ڈالتے ہیں تو ان کے جو

اکابر وہابیت کی اس قدر بری تصویر پیش کر رہے ہیں ان سے بھی براءت کا اظہار کرنا چاہئے اور ان کی تردید کرنا چاہئے جبکہ پورے برصغیر میں ترجمان وہابیہ کے رد میں غیر مقلدین کی جانب سے نہ کوئی رسالہ چھپا اور نہ کوئی پمفلٹ شائع ہوا معلوم ہوا کہ یہ لوگ درپردہ اب بھی صدیق حسن خان کی رائے کے ہمنوا اور موافق ہیں۔

سوال: (۹) کیا واقعی غیر مقلد لوگ اپنے کو غیر مقلد کہلانا پسند نہیں کرتے اس کی آپ کے پاس کیا دلیل ہے۔

جواب:

(۱) اس کی ایک واضح دلیل یہی ہے کہ آپ کسی اہل حدیث کو غیر مقلد کہہ کر غور سے اس کا چہرہ دیکھیں تو آپ کو خود ہی اندازہ ہو جائے گا کہ وہ اس کو پسند کرتا ہے یا نہیں۔

(۲) نیز آپ کو مکتبہ اہل حدیث، مرکز اہل حدیث اور مسجد اہل حدیث، مدرسہ سلفیہ، مدرسہ اثریہ اور مدرسہ اہل حدیث بہت ملیں گے مگر کوئی مکتبہ غیر مقلد یا مرکز غیر مقلد یا مسجد و مدرسہ غیر مقلد نہیں ملے گا اگر یہ لوگ غیر مقلد کہلانے کو ناپسند نہ کرتے تو اپنے مسجد و مدرسہ نیز مکتبہ و مرکز کو غیر مقلد کے ساتھ موسوم کرتے۔

(۳) ایک غیر مقلد عالم مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری یہ بتلاتے ہوئے کہ مقلد ہونا ادنیٰ درجہ ہے اور غیر مقلد ہو کر مجتہد و محقق بن جانا اعلیٰ درجہ ہے، اپنے ایک اشتہار کا حوالہ دے کر رقمطراز ہیں:

اس اشتہار سے میری غرض یہ تھی کہ میں معزز علماء تقلید کو ان کے علم کی حیثیت سے اطلاع دوں کہ آپ مقلد کے درجہ میں کیوں بیٹھے ہیں، جو ادنیٰ درجہ ہے آپ اعلیٰ درجہ میں بیٹھے جس کا ٹکٹ آپ کے ہاتھ میں ہے اس کی واضح مثال یہ ہے کہ کوئی مسافر جس کے پاس اول یا درجہ دوم کا ٹکٹ ہو وہ تھریڈ کلاس (تیسرے درجہ) میں بیٹھ جائے تو اس کو کہا جائے گا کہ آپ اپنے ٹکٹ کی عزت کیجئے۔

(فتاویٰ ثنائیہ جلد اول صفحہ ۱۵۳۔ تقلید شخصی و سلفی صفحہ ۵۴)

اب ہمارا اہل حدیث علماء و عوام سے یہ سوال ہے کہ جب غیر مقلد ہونا اعلیٰ درجہ ہے، عین اسلام ہے، سلف صالحین کی روش ہے، خوبی و ہنر کی چیز ہے پھر اگر آپ کو کوئی شخص غیر مقلد سے خطاب کرتا ہے تو آپ کو برا نہیں لگنا چاہئے، آپ کو تو خوش ہونا چاہئے کیونکہ آپ کے اعتبار سے اس نے آپ کے درجہ

کو بڑھایا ہے آپ کے چہرہ کا رنگ بدل جاتا ہے تیوریاں چڑھنے لگتی ہیں اور آپ اس کو "تغابز بالاللقاب" (یعنی برے لقب سے پکارنا) قرار دینے لگتے ہیں، یہ اس بات کی کھلی ہوئی دلیل ہے کہ

آپ غیر مقلد کہلانا پسند نہیں کرتے، ہم تو مقلد کہنے سے نہیں چڑھتے پھر آپ کیوں چڑھتے ہیں؟

(۴) چڑھنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ حقیقت میں یہ لوگ غیر مقلد ہیں ہی نہیں صرف احناف کی ضد

میں تقلید کے اندر کیڑے نکالتے ہیں ورنہ ان کے دل خود جانتے ہیں کہ عیب کی چیز تقلید نہیں ترک تقلید

ہے برا "مقلد ہونا نہیں" غیر مقلد ہونا ہے، اور ظاہر ہے کہ کسی کو کسی عیب والے نام سے پکارا جائے تو وہ

برامانے گا ہی، اسی لئے غیر مقلد حضرات بھی غیر مقلد کہنے سے برامانتے اور ناخوش ہوتے ہیں۔ معلوم

ہوا کہ نام نہاد اہل حدیث حضرات بھی اپنے علماء کی تقلید ہی کرتے ہیں صرف جان بچانے کیلئے اس

کا نام اتباع رکھتے ہیں جبکہ حدیث شریف سے صاف ظاہر ہے کہ صحابہ کرام تقلید ہی کو اتباع کہا کرتے

تھے ان کے یہاں دونوں میں کوئی فرق نہیں تھا۔

سوال: (۱۰) کیا اتباع اور تقلید میں کچھ فرق ہے جیسا کہ غیر مقلد حضرات کہتے ہیں کہ اگر

دلیل کے ساتھ کسی کی بات مانی جائے اور اس پر عمل کیا جائے تو اس کو اتباع کہتے ہیں اور بلا دلیل کسی کی بات مان کر عمل کرنے کو تقلید کہتے ہیں۔

جواب: اتباع اور تقلید میں کوئی فرق نہیں ہے یہ صرف اپنی جان بچانے کیلئے فرق کہا جاتا ہے،

ظاہر ہے کہ غیر مقلدین جو اپنے آپ کو اہل حدیث کہلاتے ہیں تو ان میں سے ہر خاص و عام مرد و

عورت چھوٹا اور بڑا تو حدیث جانتا نہیں تمام احکام و مسائل کی حدیثیں تو کچھ مخصوص علماء ہی جانتے ہیں

بقیہ لوگ انھیں علماء کی تقلید کرتے ہیں اب ائمہ کی تقلید چھوڑ کر بعد کے علماء کی تقلید کے الزام سے بچنے

کیلئے یہ کہا جاتا ہے کہ ہم اپنے علماء کی اتباع کرتے ہیں تقلید نہیں کرتے حالانکہ یہ بالکل غلط ہے کیونکہ

ان کے ہر عالم کو ہر مسئلہ کی دلیل اور حدیث تو یاد نہیں رہا کرتی کہ جہاں کہیں جس نے کوئی مسئلہ

پوچھا تو اس کی دلیل اور حدیث بھی بیان کریں گے اور واقع میں ایسا ہے بھی نہیں اور اگر ہر مسئلہ کی

حدیث اور دلیل بیان بھی کریں تو اس عام آدمی کو کیا معلوم کہ یہ کیا بیان کر رہے ہیں واقعی یہ حدیث ہے

بھی یا نہیں اس لئے اتباع اور تقلید میں فرق کرنا بالکل غلط اور بے جا ہے۔

(۲) ہاں اتنی بات ضرور معلوم ہوئی کہ یہ حضرات بھی تقلید کرتے ہیں اور اس کا نام بدل دیتے ہیں

لیکن شراب کو شربت کہہ دینے سے وہ شربت تو ہو گا نہیں، ائمہ اربعہ جیسے مسلم بزرگ اور متقی پرہیزگار عالموں کی تقلید چھوڑ کر بعد کے علماء کی تقلید کرنا اور اس کو اتباع کا نام دینا ظاہر ہے کہ کھلا ہوا فراڈ ہے جس پر خود ان کے دل بھی مطمئن نہیں ہیں اسی وجہ سے یہ لوگ اپنے کو غیر مقلد کہلانا پسند نہیں کرتے بلکہ ان کو غیر مقلد کہا جائے تو چڑھ جاتے ہیں اگر یہ لوگ متبع ہیں مقلد نہیں ہیں تو پھر یہ لوگ غیر مقلد کہنے سے کیوں چڑھتے ہیں، بلکہ آپ کو فخر کے ساتھ غیر مقلد کہلانا چاہئے۔

(۳) اتباع کے معنی دلیل کے ساتھ کسی عالم کی بات ماننا، نہ تو کسی لغت اور ڈکشنری میں لکھا ہے اور نہ ہی کوئی قرآنی آیت اس کو بتلاتی ہے اور نہ ہی کوئی حدیث اس پر دلالت کرتی ہے یہی وجہ ہے کہ اہل عرب اتباع اور تقلید کو ایک ہی معنی میں استعمال کرتے ہیں، ہر ہر مسئلہ میں صحیح صریح حدیث کا مطالبہ کرنے والے کوئی ضعیف حدیث بھی پیش نہیں کر سکتے جو اتباع کا مذکورہ بالا معنی بتلاتے ہیں۔

(۴) واتبع سبیل من اناب الی۔ ”ان لوگوں کے راستہ کی اتباع کرو جو میری طرف رجوع کرتے ہیں۔ اس آیت میں یہ شرط نہیں کہ اگر وہ لوگ دلیل بتلائیں تب ان کے راستہ کی اتباع کرو۔

(۵) فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔ ”پس اہل علم سے پوچھ لو اگر تم نہیں جانتے ہو“

یہ نہیں کہا گیا کہ اگر دلیل بتلائیں تو پوچھو ورنہ مت پوچھو۔

(۶) عَنْ عِكْرَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ أَهْلَ الْمَدِينَةِ سَأَلُوا ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ امْرَأَةٍ طَافَتْ ثُمَّ حَاضَتْ قَالَ لَهُمْ، تَنْفِرُوا قَالُوا إِلَّا نَأْخُذُ بِقَوْلِكَ وَنَدَّعُ قَوْلَ زَيْدٍ۔

(بخاری ج ۱ ص ۲۴ کتاب الحج)

ترجمہ: حضرت عکرمہؓ سے روایت ہے کہ اہل مدینہ نے حضرت ابن عباسؓ سے ایک ایسی عورت کے بارے میں سوال کیا جس نے طواف زیارت کیا پھر اس کو حیض آ گیا، حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ وہ واپس جاسکتی ہے ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہم زید بن ثابت کا قول چھوڑ کر آپ کا قول نہیں لیں گے۔ (بخاری شریف ج ۱ ص ۲۳)

علامہ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح بخاری میں اسی واقعہ کے تحت شقفی کے حوالہ سے اہل مدینہ کے یہ اقوال نقل کئے ہیں:

أفتننا أولم تفتننا زيدا بن ثابت يقول لا تنفرو - ”آپ فتویٰ دیں یا نہ دیں، زید بن ثابت تو کہتے ہیں کہ یہ عورت (بغیر طواف و داع) واپس نہیں جاسکتی۔

اور فتح الباری ہی میں بحوالہ مسند ابوداؤد و طیالسی بروایت قتادہ اس واقعہ میں یہ الفاظ بھی منقول ہیں:
فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ لَا تَتَابِعْكَ يَا بِنَ عَبَّاسٍ وَأَنْتَ تَخَالِفُ زَيْدًا فَقَالَ سَلُوا صَاحِبَتَكُمْ أُمَّ سَلِيمٍ - ”انصار نے کہا اے عبداللہ بن عباس! ہم زید بن عبداللہ سے مخالف قول میں آپ کی اتباع نہیں کریں گے عبداللہ بن عباس نے فرمایا کہ آپ لوگ ام سلیم سے دریافت کریں۔“ کہ مسئلہ وہی صحیح ہے جو ہم نے بتلایا ہے۔ (حوالہ بالا)

ان روایتوں سے جہاں یہ ثابت ہوا کہ اہل مدینہ زید بن ثابت کی تقلید شخصی کیا کرتے تھے وہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ اہل حدیث حضرات تقلید اور اتباع میں جو فرق بتلاتے ہیں وہ صحیح نہیں ہے کیونکہ آخری جملہ لَا تَتَابِعْكَ يَا بِنَ عَبَّاسٍ وَأَنْتَ تَخَالِفُ زَيْدًا ”زید کے مخالف قول میں ہم آپ کی اتباع نہیں کریں گے، صاف بتلاتا ہے کہ تقلید اور اتباع ایک ہی چیز ہے اور اہل حدیث علماء جو دونوں میں فرق بتلاتے ہیں وہ نزاع لفظی کی قبیل سے ہے حقیقت میں کوئی فرق نہیں ہے کیونکہ دلیل تو عبداللہ بن عباسؓ نے بھی پیش نہیں کی تھی، صرف فتویٰ دیا تھا کہ وہ عورت بلا طواف و داع واپس جاسکتی ہے۔
قال لھم لا تنفرو۔ (بخاری ج ۱ ص ۲۳۷) اور اس کے متعلق انصار مدینہ نے کہا کہ ہم آپ کی اتباع نہیں کریں گے، کیونکہ آپ کا فتویٰ زید بن ثابت کے فتویٰ کے خلاف ہے، حالانکہ اہل حدیث حضرات کی اصطلاح کے مطابق حضرت عبداللہ بن عباس کے فتویٰ کو ماننا بھی تقلید ہی تھا نہ کہ اتباع، اور انصار مدینہ نے اس تقلید کیلئے لَا تَتَابِعْكَ کے الفاظ استعمال کئے، جس سے معلوم ہوا کہ عربوں کے نزدیک تقلید و اتباع ایک ہی چیز ہے دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

سوال: (۱۱) بات سمجھ میں نہیں آئی کہ پہلے یہ لوگ وہابیت کے اس قدر مخالف تھے کہ وہابی

کہلانا بھی پسند نہیں کرتے تھے اور آج انہیں وہابیوں پر اس قدر فدا اور مر مٹتے ہیں کہ ہر ایک سلفی اور اشری لکھنے اور کہلانے میں فخر محسوس کرتا ہے وہابی اور سلفی کے علاوہ سب کو مشرک و کافر بنا دینا چاہتے ہیں۔

جواب:- ارے بھائی یہ ذرا چند دھندے کی بات ہے مسئلہ پیٹ کا ہے اور کچھ عیش پرستی

اور مستی کا لہذا جب تک ہندوستان میں انگریزی حکومت تھی ان کی منشاء کے مطابق آزاد گئی مذہب یعنی

غیر مقلدیت کو فروغ دیا گیا اور جب انگریزی حکومت ہندوستان سے بے دخل کر دی گئی اور دھندا کچھ منداپڑنے لگا تو اللہ نے سعودی حکومت کو پٹرول کی دولت سے مالا مال کر کے پیٹ کا انتظام کر دیا بلکہ عیش پرستی اور مستی بھی باقی رہی صرف سلفی اور وہابی بن کر ان کو یہ باور کر دیا گیا کہ ہم ہی ہندو پاک میں عقائد سلفیت کے نہ صرف حامل بلکہ اس کو پھیلانے والے ہیں پھر کیا تھا عرب شیوخ کی ہمنوائی حاصل ہو گئی اس کو کہتے ہیں ”آم کے آم گھلیوں کے دام“

دلیل (۱) نواب صدیق حسن خان رقمطراز ہیں کہ: فرمانروایان بھوپال کو ہمیشہ آزاد گئی مذہب (غیر مقلدیت) میں کوشش رہی ہے جو خاص منشاء گورنمنٹ انڈیا کا ہے دولت عالیہ برٹش نے اس معاملہ میں قدیم و حدیث ہر جگہ انصاف پر نظر رکھی ہے کسی جگہ مجر د تہمت و افتراء پر کارروائی خلاف واقع نہیں فرمائی بلکہ اشتہار آزادی مذہب جاری کئے۔ (ترجمان وہابیہ ص ۳)

مزید لکھتے ہیں اگر کوئی بدخواہ و بداندیش سلطنت برٹش کا ہوگا تو وہی شخص ہوگا جو آزادی مذہب کو ناپسند کرتا ہے اور ایک مذہب خاص پر جو باپ دادوں کے وقت سے چلا آتا ہے جما ہوا ہے۔

(ترجمان وہابیہ ص ۵)

ایک اور مقام پر یوں رقمطراز ہیں کہ: یہ آزادی ہماری مذاہب جدیدہ (حنفی شافعی وغیرہ مذاہب) سے عین مراد قانون انگلشیہ ہے۔ (ایضاً)

انگریز مذاہب کی آزادی سے وہی اتہری گمراہی اور اختلاف و انتشار چاہ رہے تھے جو آج گلی گلی نظر آ رہا ہے جو چاہتا ہے جس حدیث کو چاہتا ہے ضعیف کہہ کر رد کر دیتا ہے جہاں دیکھو چائے خانوں اور حقہ خانوں میں حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر تبصرے اور تبر ابازی اور غلط حدیثوں کا آپ کی طرف انتساب حتیٰ کہ اپنی بات کی پیچ میں من گھڑت حدیثیں بے دھڑک پیش کی جا رہی ہیں بہت صحیح کہا ہوتا مولوی محمد حسین بٹالوی غیر مقلد نے کہ:

اے حضرات !!! یہ مذہب سے آزادی اور خود سری و خود اجتہادی کی تیز ہوا یورپ سے چلی ہے اور ہندوستان کے ہر شہر و بستی و کوچہ و گلی میں پھیل گئی ہے جس نے غالباً ہندوؤں کو ہندو اور مسلمانوں کو مسلمان نہیں رہنے دیا حنفی و شافعی مذاہب کا تو کیا پوچھنا۔ (اشاعت النہص ۲۵۵ ج ۱۹ شمارہ ۸)

سوال: (۱۲) کیا واقعی غیر مقلد لوگ انگریزوں کے وفادار اور ہمنوا تھے مسلمان ہونے کا

دعویٰ کرنے کے باوجود وہ لوگ انگریزی حکومت جو اسلام اور مسلمانوں کی دشمن تھی اس کی منشاء کے مطابق کام کرتے تھے گویا یہ لوگ انگریزوں کے آلہ کار تھے۔

جواب:- اوپر مذکور عبارت سے آپ کی سمجھ میں یہ بات آگئی ہوگی کہ یہ لوگ منشاء و قانون انگلشیہ کے مطابق مذہب سے دست بردار ہو گئے تھے حتیٰ کہ انگریزی سرکار کی مخالفت کو ناجائز اور جہاد کو بڑا گناہ قرار دے دیا تھا۔

دلیل (۱) نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں کہ کل مسلمانوں کو سرکار کی مخالفت ناجائز ہے اور کسی شخص کو حیثیت موجودہ پر ہندوستان کے دارالاسلام ہونے میں شک نہ رہے۔

(ترجمان وہابیہ ص ۷۷)

نیز فرماتے ہیں کہ جب یہ ملک دارالاسلام ہوا تو پھر یہاں جہاد کرنا کیا معنی بلکہ عزم جہاد ایسی جگہ ایک گناہ ہے، بڑے گناہوں سے ہے۔ (ترجمان وہابیہ ص ۱۵)

ایک اور جگہ موصوف فرماتے ہیں کہ پس فکر کرنا ان لوگوں کو جو اپنے حکم مذہبی سے جاہل ہیں اس امر میں کہ حکومت برٹش مٹ جائے اور یہ امن و امان جو حاصل ہے فساد کے پردہ میں جہاد کا نام لے کر اٹھادیا جائے سخت نادانی اور بیوقوفی کی بات ہے۔ (ترجمان وہابیہ ص ۷)

دلیل (۲) غیر مقلدین کے اکابر نے ملکہ و کٹوریہ کے جشن جوہلی پر ملکہ کے حضور سپاس نامہ پیش کیا پھر ۲۴ مارچ ۱۸۸۷ء میں گورنر پنجاب اپجی سن کے حضور اس کی رخصت کے موقع پر پھر ایک سپاس نامہ پیش کیا۔ ۱۹۸۸ء میں ہندوستان کے گورنر جنرل اور وائسرائے لارڈ ڈفرن کے حضور اس کی وطن واپسی کے موقع پر پھر ایک سپاس نامہ پیش کیا۔ یہ سپاس نامے کیا تھے انگریزی حکومت سے عقیدت و محبت اور وفاداری گورنمنٹ برٹش کا ایک کامل وثیقہ تھے ان میں غیر مقلدین کے علماء و صلحاء نے گورنمنٹ انگلشیہ کے حضور خوشامد و چاہوسی کی انتہاء کر دی۔ تفصیل کے لئے اہل حدیث اور انگریز نامی کتاب ملاحظہ فرمائیں، آپ کو بے شمار شواہد مل جائیں گے۔

سوال: (۱۳) کیا یہ صحیح ہے کہ ہندو پاک کے غیر مقلدین جو اپنے کو سلفی کہتے ہیں عرب کے مقلدین سلفیوں سے کچھ ظاہری مسائل ہی میں موافقت کرتے ہیں کیا ان غیر مقلدین کے عقائد و مسائل عرب کے مقلدین سلفیوں کے عقائد و مسائل سے مختلف ہیں۔

سوال: (۱۴) عرب کے موجودہ علماء گو مقلد ہیں لیکن علامہ ابن تیمیہؒ اور علامہ ابن قیمؒ کو غیر مقلد لوگ بڑے زور و شور سے غیر مقلد ثابت کرتے ہیں کیا واقعی یہ دونوں بزرگ غیر مقلد تھے خصوصاً یہ بات ضرور بتائیں کہ علماء دیوبند ان بزرگوں کے متعلق کیا خیال رکھتے ہیں؟

جواب:- علامہ ابن تیمیہؒ اور علامہ ابن قیمؒ مشہور حنبلی عالم ہیں اور ان کا حنبلی ہونا اس قدر مشہور ہے کہ اس کا انکار بد اہت کا انکار اور تاریخ سے اعتماد کو ہٹانے والا ہوگا۔

دلیل (۱) ان بزرگوں کی مطبوعہ اکثر کتابوں پر جو ان کا نام لکھا ہوا ہے اس میں الحنبلی بھی لگا ہوا ہے۔

دلیل (۲) نیٹ پر؛ ویکیپیڈیا پر ”تصنیف حنابلہ“ کے نام سے ایک صفحہ موجود ہے جس میں اساطین حنابلہ کو شمار کرایا گیا ہے اس میں ان دونوں بزرگوں کا بھی نام ہے۔

دلیل (۳) ان بزرگوں کے حالات میں جو کتابیں لکھی گئی ہیں یا تراجم و طبقات میں جہاں ان کے حالات لکھے ہوئے ہیں اس میں ان کے حنبلی ہونے کی تصریح ہے چنانچہ الوافی میں علامہ ابن قیم کے بارے میں لکھا ہوا ہے۔ (الشیخ شمس الدین ابن القیم الجوزیہ محمد بن ابی بکر بن ایوب بن سعود بن حریر الزری الشیخ الامام العلامة شمس الدین الحنبلی المعروف بابن القیم الجوزیہ۔

(الوافی بالوفیات ص ۱۹۵ ج ۲ باب ابی بکر)

ترجمہ کی ضرورت اس لئے نہیں ہے کہ ہر ایک الحنبلی کا لفظ اس عبارت میں پڑھ سکتا ہے اسی طرح کی تصریح مندرجہ ذیل کتب میں بھی موجود ہے۔ (الوافی بالوفیات باب الالقاب ص ۲۲۹ ج ۲۳۔ الدرر الكامنه ص ۱۳۷ ج ۵۔ التوضیح ص ۲۹۹ ج ۳۔ بغیۃ الوعاة ص ۶۲ ج ۱۔ البدر الطالع بحاسن من بعد القرن السابع ص ۱۳۳ ج ۲۔ بحث الاجتہاد والخلاف ص ۱۶ ج ۱)

اسی طرح علامہ ابن تیمیہ کے بارے میں علامہ زرکلی کی عبارت درج ذیل ہے جس میں لفظ حنبلی کو ہر ایک دیکھ سکتا ہے۔

احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن عبد بن ابی القاسم الخضر النمیری الحرائی الدمشقی الحنبلی، ابو العباس، تقی الدین ابن تیمیہ!

(الأعلام للزركلي ج ۱ ص ۱۳۲)

جہاں تک دوسرے سوال کا تعلق ہے کہ علماء دیوبند ان بزرگوں کے متعلق کیا خیال رکھتے ہیں تو جاننا چاہئے کہ احناف اور حنابلہ میں اسی طرح دوسرے مذاہب میں کچھ فروعی اختلاف ضرور ہیں اسی لئے ہر مذہب جدا جدا ہے لیکن علماء احناف یا علماء دیوبند جو اکثر حنفی ہیں اور دوسرے مذہب کے علماء میں کوئی خلاف وجدال ہرگز نہیں ہے مسائل کے اختلاف کو ذکر کرتے ہوئے ہمارے علماء نے ان بزرگوں کا تذکرہ ضرور کیا ہے مگر انتہائی محبت و احترام کے ساتھ نہ کہ کسی تحقیر و تذلیل کے ساتھ۔

دلیل (۱) مولانا خلیل احمد سہارنپوری شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور شیخ الاسلام ابن قیم کا ذکر کر کے لکھتے ہیں: ہمارے علماء کے نزدیک بھی یہ دونوں بزرگ بڑے مرتبہ کے عالم ہیں۔

(اکابر کے خطوط ص ۱۱، از شیخ محمد بن عبد الوہاب)

دلیل (۲) مولانا شبیر احمد عثمانی فرماتے ہیں کہ: ہم ہمیشہ حافظ ابن تیمیہؒ اور ابن قیمؒ کی کتابوں کا مطالعہ کرتے رہے ہیں ان سے مستفید بھی ہوئے ہیں اور بعض تفردات وغیرہ میں ان پر انتقاد بھی کرتے رہے ہیں۔ (خطبات عثمانی ص ۳۰۵)

دلیل (۳) مولانا منظور احمد نعمانیؒ؛ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اور ابن قیمؒ کے متعلق علماء دیوبند کا رویہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: ہمارے اساتذہ و اکابر کا رویہ ان حضرات کے بارے میں یہ ہے کہ بہت سے مسائل و تحقیقات میں اختلاف کے باوجود ان کو اکابر علماء امت میں شمار کرتے ہیں اور ان کا نام ہمیشہ عزت و احترام سے لیتے ہیں۔ (شیخ محمد بن عبد الوہاب ص ۵۰)

دلیل (۴) اور علامہ ابن تیمیہؒ کے بارے میں علامہ کشمیریؒ نے ایک جگہ ان پر رد کرنے کے بعد صراحتاً ان کے تبحر کا ذکر کیا ہے: فالتردد فی نقلہ لہذا وان کان حافظاً متبحراً۔

(فیض الباری ص ۵۹ ج ۱)

دلیل (۵) علامہ عبدالحی لکھنویؒ اپنی مشہور کتاب نزہۃ الخواطر میں لکھتے ہیں: وکان دقیق النظر فی طبقات الفقہاء والمحدثین ومراتب کتبہم منصفاً فی الحکم علیہم یعترف شیخ الاسلام ابن تیمیہ بالفضل والنبوغ ویصفہ بالبحر الزخار الذی لا ساحل لہ مع انتقاده لہ فی تفرداتہ وحدتہ۔ (نزہۃ الخواطر ص ۸۲ ج ۸)

یعنی حضرت سنانور شاہ کشمیریؒ فقہاء اور محدثین کے طبقات اور ان کی کتابوں کے مراتب کے سلسلے میں بڑی باریک اور دقیق نظر رکھتے تھے ان کے متعلق بڑے انصاف سے فیصلے کرتے تھے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کے فضل و تفوق کے معترف تھے اور انہیں دریائے ناپیدا کنار کہا کرتے تھے تاہم اس کے ساتھ ساتھ ان کے تفردات اور ان کی تیزی پر تنقید بھی کرتے تھے۔

سوال: (۱۵) کیا واقعی ائمہ حرمین اور اہل عرب سلفی ہیں؟

جواب:- واقعی ائمہ حرمین اور اہل عرب سلفی ہیں۔

سوال: (۱۶) کیا ہندوپاک کے غیر مقلدین بھی سلفی ہیں۔

جواب:- ممکن ہے کہ کسی معنی میں سلفی ہوں مگر جس معنی میں اہل عرب سلفی ہیں اس معنی میں یہ

لوگ سلفی نہیں ہیں۔

سوال: (۱۷) دونوں کے سلفیت (سلفی ہونے) میں کیا فرق ہے؟

جواب:- پہلا فرق تو یہ ہے کہ اہل عرب مقلد سلفی ہیں کیونکہ وہ لوگ اکثر جنہلی ہیں جبکہ ہندو پاک کے اہل حدیث حضرات غیر مقلد سلفی ہیں۔

دوسرا فرق یہ ہے کہ اہل عرب صحابہ، تابعین اور ائمہ اربعہ (امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل) کو اپنے اسلاف مانتے ہیں، اور انہیں کی طرف انتساب کر کے اپنے کو سلفی کہتے ہیں جبکہ ہندو پاک کے غیر مقلدین صحابہ کرام میں سے بعض کو بدعتی اور فاسق قرار دیتے ہیں۔ ائمہ اربعہ اور خاص طور پر امام ابوحنیفہ کو تمام برائیوں کا محور گردانتے ہیں اور ان کو برا بھلا کہتے نہیں تھکتے، پھر خدا جانے کس معنی میں اپنے کو سلفی کہتے ہیں۔

تیسرا فرق یہ ہے کہ اہل عرب اپنے کو خلفی کے مقابل میں سلفی کہتے ہیں، خلفی یعنی عقلی دلائل کی بنیاد پر اسماء الہیہ اور صفات الہیہ کی تشریح کرنے والے یعنی فلاسفہ کے مقابل میں اپنے کو سلفی کہتے ہیں جبکہ حنفی حضرات خود اس معنی کو سلفی ہیں کہ وہ صحابہ، تابعین اور ائمہ مجتہدین ہی کے عقائد کو ماننے والے ہیں۔

سوال: (۱۸) اہل عرب، صحابہ، تابعین اور ائمہ اربعہ کے عقائد کو ماننے کی وجہ سے اپنے کو سلفی

کہتے ہیں اس کی کیا دلیل ہے۔

جواب:- پہلی دلیل یہ ہے کہ عرب کے سلفی علماء کسی صحابی کو بدعتی اور فاسق، کسی تابعی اور امام کو برا بھلا، گمراہ اور ضال نہیں کہتے ہیں بلکہ اگرچہ وہ لوگ امام احمد بن حنبل کے مقلد ہیں اس کے باوجود دیگر ائمہ کا انتہائی احترام ملحوظ رکھتے ہیں اور کسی امام کے مقلد کو بھی برا نہیں کہتے بلکہ تقلید کو ضروری سمجھتے ہیں جیسا کہ ابن شیخ الاسلام کا یہ قول پیچھے گزر چکا ہے کہ ہم فروعی مسائل میں حضرت امام احمد بن حنبل کے طریقہ پر ہیں چونکہ ائمہ اربعہ (امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل) کا طریقہ منضبط ہے اس لئے ہم ان کے کسی مقلد پر انکار نہیں کرتے بلکہ لوگوں کو مجبور کرتے ہیں کہ وہ چاروں ائمہ میں سے کسی کی تقلید کریں۔ (تحفہ وہابیہ ص ۶۱)

دوسری دلیل یہ ہے کہ شاہ عبدالعزیزؒ کے دینی اور روحانی پیشوا شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب نجدیؒ نے بڑی صفائی اور وضاحت کے ساتھ کئی جگہوں پر لکھا ہے کہ میں الحمد للہ مقلد ہوں مبتدع یعنی بدعتی

نہیں ہوں میرا عقیدہ اور مذہب وہی ہے جو اہل سنت والجماعت کا ہے جس پر مسلمانوں کے ائمہ مثلاً:
ائمہ ماربعہ اور ان کے پیروکار ہیں، ان کی عبارت درج ذیل ہے کہ: وإني. الحمد لله. متبع لست
بمبتدع عقيدتي وديني الذي أدين به هو مذهب اهل السنة والجماعة الذي
عليه أئمة المسلمين مثل الأئمة الأربعة واتباعه. (حيات محمد بن عبد الوهاب)
اس عبارت سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ اہل عرب کا عقیدہ وہی ہے جو ائمہ ماربعہ کا عقیدہ تھا وہیں
یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ جو کسی امام کی تقلید و اتباع نہ کرے اہل عرب اس کو مبتدع یعنی بدعتی کہتے
ہیں لہذا نام نہاد اہل حدیث سلفی کہلانے والے لوگ جو تقلید نہیں کرتے وہ اس عبارت کے آئینہ میں
اپنا چہرہ دیکھ لیں کی کس قدر شنیع اور بھیانک ہے، بدعت کیسی قبیح اور بری چیز ہے وہ ظاہر ہے نیز یہ بھی
معلوم ہوا کہ ترک تقلید کوئی نئی اور جدید چیز ہے جو زمانہ سلف میں نہیں تھی کیونکہ نواحدت چیز ہی کو
بدعت کہا جاتا ہے۔

تیسری دلیل یہ ہے کہ فن کلام یعنی عقائد کی اصطلاح میں سلف وہ فقہاء ہیں جو پانچ سو ہجری سے قبل
گذرے ہیں۔

بعض کہتے ہیں کہ تین قرونوں کے اصحاب کو سلف کہتے ہیں۔ صحابہؓ، تابعینؓ، اتباع تابعینؓ (جامع
العقائد ص ۱۷۲) اور تابعین اور تبع تابعین میں ائمہ ماربعہ بھی ہیں پس انھیں کو ماننے والے سلفی کہلائیں
گے نا کہ علامہ ابن حزم اور علامہ شوکانی کے ماننے والے اہل عرب انھیں بزرگوں کے عقائد کے ماننے
کی وجہ سے اپنے کو سلفی کہتے ہیں اور ان بزرگوں کے عقائد کو ماننے کی وجہ سے ہم چاروں مسلک والے
بھی سلفی ہیں چونکہ اہل عرب پر، خاص طور پر محمد بن عبد الوهابؒ کے ماننے والوں پر الزام تھا کہ وہ لوگ
عقائد سلفی سے منحرف ہیں اور عقائد سلف کو نہیں مانتے ہیں اس لئے وہ لوگ اپنے کو سلفی کہنے لگے کہ ہم
عقائد سلف کو ماننے والے ہیں اور ہم (یعنی مقلدین) اپنے کو بجائے سلفی کے اکثر خنفی اور شافعی بتلاتے
ہیں کیونکہ ہم کو مسلک میں جدا نیگی بتلانا مقصود ہوتا ہے جیسے جب ہم اپنا تعارف کسی عربی سے
کرائیں گے تو کہیں گے کہ ہم ہندی ہیں اور جب ہم کسی ہندوستانی سے کرائیں گے تو بتلائیں گے کہ ہم
مہاراشٹری ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم ہندی نہیں ہیں بلکہ درحقیقت بیک وقت ہم ہندوستانی بھی
ہیں اور مہاراشٹری بھی اگرچہ بتلاتے ایک ہی ہیں اسی طرح اگرچہ ہم بتلاتے خنفی یا شافعی ہیں مگر

در حقیقت ہم عقائد کے اعتبار سے سلفی بھی ہیں مگر ہم عقائد سلف کو ماننے کی وجہ سے سلفی ہیں نا کہ علامہ ابن حزم اور علامہ شوکانی اور حسین احمد بنیالوی اور نواب صدیق حسن خاں کے عقائد کو ماننے کی وجہ سے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو فہم سلیم عطا فرمائے۔ آمین۔

